اپنے مشنوں اور چرچوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ مسیحیت کا کوئی بھی پیروکار اسلام قبول کرلے تو کلیسا کے بڑے بڑے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے کبھی تو انتقامی کاروائی کی جاتی ہے۔ اور کبھی بلیک میلنگ، ملاؤں کا ہجوم اور سختیوں کا انبوہ اگر عاشق حق کے عزم کو متزلزل نہ کرسکے تو تحریص ولالچ کا ہر حربہ آزمایا جاتا ہے۔ حق وصداقت کے سریع الاثر پیغام نے جب محترمہ فوزیہ احمد کی زندگی میں انقلاب برپا کیا تو قریبی نولکھا چرچ کے ایوانوں میں کہرام مچ گیا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

مشنریوں اور پادریوں کا یہ گروہ فوزیہ احمد کی خاندانی زندگی کے باعث اسے انتقامی کاروائیوں کا شکار تو نہ بنا سکا لیکن اس نے ان کے در پر بارہا جبہ سائی کی۔ پادری ہجوم کرکے آتے دلائل کا انبار لگاتے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے تحریص ولالچ کے تمام حربے آزماتے، لیکن اسلام کی صداقت پر یقین وایمان رکھنے والی اس مومن خاتون کے پائے استقامت واستقلال میں لغزش نہ آنے پائی، اور یہ ناقابل تردید حقیقت بھی ہے کہ جس خوش قسمت کو ایمان ویقین کی دولت حاصل ہوجائے وہ دنیا کی کسی بھی طاغوتی طاقت سے مرعوب نہیں ہوپاتا۔

نور ایمانیاں اگر دانی
اوح یونانیاں بسو زانی

کیتھی نام کی ایک عیسائی مبلغہ جس کا تعلق سوئٹزرلینڈ سے تھا اور پٹنہ میں عیسائیت کی تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہی تھی، کو افغان مہاجرین کی بے بسی سے فائدہ اٹھانے اور انہیں ورغلانے کے لئے پشاور میں تعینات کیا گیا تو راستے میں انہوں نے فوزیہ احمد کو ملنا بھی ضروری سمجھا اور عیسائی دنیا کی اس گمشدہ بھیڑ کو واپس گلے میں لے جانے کی بھرپور کوشش کی، لیکن وہ بے نیل ومرام رہیں، کیتھی نے دوران گفتگو اپنے ایک طریقہ واردات کا انکشاف کیا کہ وہ مسلمان اساتذہ کو کسی اسکول میں اکٹھا کرلیتی ہیں اور انہیں عیسائیت کی تعلیم سے آشنا کرتی ہیں۔ محترمہ فوزیہ احمد کو حیرت ہے

کہ ہمارے علماء کرام اور ارباب اختیار کب خواب غفلت سے بیدار ہوں گے۔ کب گھر گھر جا کر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیں گے اور مذہب سے بیگانے مسلمانوں کو اسلام سے آشنا کریں گے۔

تبلیغ قرآن:

نولکھا چرچ کے ارباب نے ایک دن اس محترم خاتون کو کسی میٹنگ میں شرکت کی دعوت دی۔ پہلے تو انہوں نے شمولیت سے انکار کر دیا لیکن بعد میں سوچا کہ کیوں نہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر باطل کے اس اجتماع کو حق وصداقت کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے رات بھر جاگ کر قرآن عزیز کی ان آیات پر نشان لگائے جن میں حضرت مریم صدیقہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نولکھا چرچ پہنچی تو انہیں گلبرگ کی ایک کوٹھی میں عیسائیوں کے ایک اجتماع میں لے جایا گیا، اسلام کی حقانیت پر پختہ یقین رکھنے والی یہ خاتون انتہائی احترام سے قرآن پاک کو ہاتھ میں تھامے ہوئے کھڑے ہوگئیں اور آیات قرآنی کی تلاوت وترجمہ کا آغاز کیا۔ شرکاء مجلس نے شور مچا دیا کہ ہم یہاں قرآن سننے کے لئے نہیں آئے پرستار حق فوزیہ احمد اپنا فرض ادا کر چکی تھیں کوئی سنے یا نہ سنے یہ اس کا مقدر ہے۔

مشنری فوزیہ احمد کو مرتد کرنے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے فلم سازی سے وابستہ ان کے شوہر کو آزمانے کی کوشش کی ایسے وسائل مہیا کرنے کی تحریص دی جس سے وہ فلمی دنیا کی معراج کو پہنچ جائیں گے آخر تنگ آ کر انہوں نے جواب میں یہ فرمایا کہ تم جس کے پیچھے یہاں آئے ہو وہ سلیم الفطرت خاتون تو اسلام میں جذب ہو چکی ہے اگر کر سکتے ہو تو مجھے (نعوذ باللہ) اپنے کیمپ میں لے جاؤ، یاد رہے کہ یہ جملہ محض از راہ تفنن وطنز تھا۔

دلی تمنا:

محترمہ فوزیہ احمد کی دلی تمنا ہے کہ ان کے اکلوتے بھائی، بڑی بہن اور بہنوئی مشرف بہ اسلام ہو جائیں اس سلسلہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تقلید میں وہ انہیں بذریعہ تحریر دعوت حق وصداقت دے چکی ہیں اور اس وقت کی بے تابی سے منتظر ہیں،

جب ان کے یہ عزیز دامن اسلام میں پناہ لے کر دولت ایمانی سے سرشار ہوں گے

آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک
بزم گل کی ہم نفس باد صبا ہو جائے گی

بچپن سے پھولوں کی یہ شیدائی خاتون جب پھولوں کو دیکھتی ہیں تو جنت کے دل کش مناظر میں کھو جاتی ہیں ان کی تقاریر کا موضوع بھی جنت ہوتا ہے وہ اپنے سامعین کو یاد دہانی کراتی ہیں کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کیا واقعی وہ جنت میں جانے کے مستحق ہیں۔

انگلینڈ واپس جانے کی خواہش فوزیہ احمد کے دل سے حرف غلط کی طرح مٹ چکی ہے بلکہ وہ اپنے بچوں کو مغرب کی مادر پدر آزاد فضا میں کسی صورت بھی نہیں بھیجنا چاہتیں۔ وہ اپنے سسرال کے مکان ہی میں رہائش پذیر ہیں ان کے حصے کا واحد کمرہ دن کے وقت ڈرائنگ روم اور رات کے وقت بیڈروم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ قناعت پسند خاتون اپنے آٹھ بچوں کے ہمراہ اسی پر قانع ہے۔ انہوں نے کمال سلیقہ سے اپنے پورشن کو آرام دہ تو بنالیا ہے لیکن ان کی یہ شدید آرزو ہے کہ ان کے شوہر فلمی دنیا کو خیر باد کہہ کر کوئی ایسا کاروبار شروع کریں جس میں رزق حلال کی خیر و برکت ہو اور وہ اپنا علیحدہ کشادہ مکان خرید سکیں اور بچوں کو اپنے حسب منشا تربیت کر سکیں۔

اعتکاف کے دوران وہ اللہ کے حضور ایک کشادہ مکان کے لئے ملتجی تھیں کہ انہیں فوراً خیال آیا کہ حضرت آسیہ کے خیال کی پرواز کتنی بلند تھی وہ تو مالک الملک سے اپنی ضروریات بیان کرتیں تو پکار اٹھتیں:

﴿رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنة﴾

''اے رب کائنات جنت میں اپنے قریب میرے لئے گھر بنائیں''

حضرت آسیہ کے مقصد حیات کا خیال آتے ہیں شاید ہماری اس سعادت و فلاح کے دامن سے وابستہ عزیز بہن کی دعا ادھوری رہ گئی ہو لیکن آیئے ہم سب معبود حقیقی کے سامنے سراپا التجا بن جائیں اور دعا کریں کہ وہ اس نیک خاتون کو دنیا و آخرت میں دل کشا، کشادہ رہائش گاہ سے نوازے اور ان کے بچوں کو ان کی آرزو کے مطابق حق و صداقت کے علمبردار بنائیں۔ آمین

Marfat.com

محترمہ فوزیہ حمد اب احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکال لیتی ہیں اور اپنے استاد محترم سے تجوید کے اصول سیکھ رہی ہیں، بعض اوقات مغرب سے عشاء تک کی نشست میں بچوں کو قرآن پاک با ترجمہ بھی پڑھا دیتی ہیں۔ پنجابی اتنی خوبصورتی سے بولتی ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ جنم جنم سے پنجابی ہیں، ہماری تمام تر خامیوں کے باجود وہ مسلم معاشرے ہی میں رہنا پسند کرتی ہیں کاش ہم ان کی توقعات پر پورا اتر سکیں۔ انہیں تشہیر بالکل بھی پسند نہیں لہٰذا کئی دفعہ کی التجا کے بعد یہ مختصر سے حالات صفحۂ قرطاس پر لانے کی اجازت ملی ہے ہو سکتا ہے کہ انہیں پڑھ کر کوئی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے، کوئی گم کردہ راہ صراط مستقیم کو پالے۔

Marfat.com

سابقہ نام :کیتھرین بُلاک **سابقہ مذہب** :عیسائیت

اسلامی نام: **ملک کا نام** : کینیڈا

کینیڈا کی سائنس کی طالبہ کے قبول اسلام کا واقعہ

کیتھرین بلاک کینیڈا کی نورانٹو یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کی طالبہ ہیں اور پی ایچ ڈی کررہی ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے صرف بارہ گھنٹے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کی، تو ایک نئے احساس اور تجربے سے دوچار ہوئیں اپنے اس تاثر کو انہوں نے خوبصورت ادبی انداز میں قلم بند کردیا..... ان کی اصل انگریزی تحریر نورانٹو کے *ISLAMIC VOICE* میں شائع ہوئی جہاں سے اسے اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی دعوہ اکیڈمی کے انگریزی ماہانا جریدے ''دعوہ ہائیلائٹس'' نے اخذ کیا (شمارہ جون ۱۹۹۶ء) اردو میں اس کا ترجمہ جسٹس ملک غلام علی مرحوم کی لائق نواسی حمیرا اسلمٰی نے کیا ہے ان کے شکریے کے ساتھ نذر قارئین ہے۔

میں یہاں نیچے کیا کر رہی ہوں؟ میں حیران ہوں، میری ناک اور میری پیشانی فرش کی جانب دیئے ہوئے ہیں جب کہ میں سجدہ کی حالت میں نماز میں جھکی ہوئی ہوں۔ میرے گھٹنے درد کرتے ہیں میرے بازو کے پٹھے کھنچے جاتے ہیں کیونکہ میں اپنے ماتھے پر دباؤ کو کم کرنا چاہتی ہوں۔ میں اس شخص کے عجیب وغریب، نامانوس کلمات کو سنتی ہوں جو مجھ سے آگے نماز ادا کررہا ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے اور وہ جانتے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اگرچہ میں یہ سب کچھ نہیں جانتی اس وجہ سے میں اپنے الفاظ کو خود ترتیب دیتی ہوں اس امید کے ساتھ کہ اللہ مجھ پر رحم فرمائے گا میں جو صرف بارہ گھنٹے قبل مسلمان ہوئی ہوں اللہ مہربان ہوگا۔

اچھا اللہ تعالیٰ! میں نے اسلام اس لئے قبول کیا کہ میں آپ پر یقین رکھتی ہوں اور اس لئے کہ اسلام میرے لئے کوئی معنی ومفہوم رکھتا ہے، میرے ذہن کو متاثر کرتا ہے، کیا میں نے صرف یہ کہا تھا.....؟ میں یاد کرتی ہوں تو اپنے آپ کو رقت میں ڈوبا

Marfat.com

ہوا پاتی ہوں۔ میرے دوست کیا کہیں گے اگر انہوں نے مجھے اس طرح دیکھ لیا سجدہ میں، ناک زمین کے ساتھ دباتے ہوئے ؟وہ سب مجھ پر ہنسیں گے۔'' کیا تم نے اپنا ذہنی توازن کھو دیا ہے؟'' وہ مجھ سے پوچھیں گے'' تم سنجیدگی کے ساتھ نہیں بتا سکتیں کہ تم ایک مذہبی عورت ہو!''

''مذہبی عورت'' میں کبھی ایک پرمسرت غور وفکر کرنے والی دہریہ تھی میں ایک ایمان رکھنے والی اور ایک مسلمان میں کیسے تبدیل ہوئی؟ میں اپنے آپ سے سوال کرتی ہوں میں اپنے ذہن کو ماضی کی طرف موڑتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ ایک طوفانی دورہ کی شکل میں اپنے اس تمام سفر میں سے گزروں۔ لیکن یہ سب کہاں سے شروع ہوا؟

ہوسکتا ہے کہ یہ سب تب شروع ہوا ہو جب میں پہلی بار باعمل مسلمان سے ملی تھی۔ یہ ۱۹۹۱ء میں کوئینز یونیورسٹی کنگسٹن، اونٹاریو، کینیڈا کا ذکر ہے میں ایک کشادہ ذہن کی، متحمل و بردبار،، آزاد خیال عورت تھی جس کی عمر ۲۴ سال تھی۔ میں مسلمان عورتوں کو انٹرنیشنل سینٹر میں چلتا پھرتا دیکھتی اور مجھے ان پر افسوس ہوتا میں جانتی تھی کہ وہ مجبور ہیں، میرے دکھ میں اضافہ ہو جاتا تھا جب میں ان سے پوچھتی تھی کہ وہ اپنے بال کیوں ڈھانپتی ہیں؟ وہ گرمیوں کے موسم میں بھی طویل آستینوں والی قمیض کیوں پہنتی ہیں؟ ان کے ساتھ مسلمان ممالک میں اتنا بُرا سلوک کیوں کیا جاتا ہے اور وہ مجھے بتاتیں کہ وہ نقاب اس لئے اوڑھتی ہیں اور اس طرح کا لباس اس لئے پہنتی ہیں کیونکہ اللہ نے ان سے ایسا کرنے کے لئے کہا ہے۔ بے چاری عورتیں ..... ان کے ساتھ مسلمان ممالک میں جو سلوک ہوتا ہے اس کے بارے میں وہ کیا کہتی ہیں؟'' یہ کلچر ہے'' وہ جواب دیں گی۔

میں جانتی ہوں کہ وہ گمراہ ہیں، جن کو معاشرے کے رنگ میں ڈھال لیا گیا ہے اور جن کی برین واشنگ ابتدائی عمر سے ہی کی گئی ہے تاکہ وہ عورتوں کے ساتھ اس قدر ظالمانہ سلوک کئے جانے پر عقیدہ کو مضبوط کرلیں..... لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کس قدر خوش ہیں، وہ کس قدر مشفق ہیں، اور وہ کس قدر مضبوط دکھائی دیتی ہیں۔ میں نے مسلمان مردوں کو انٹرنیشنل سینٹر کے گرد گھومتے پھرتے دیکھا، وہاں ایک آدمی لیبیا سے بھی تھا جو دہشت گردوں کی سرزمین ہے، میں کانپتی تھی جب بھی ان کو دیکھتی تھی

Marfat.com

کہ کہیں وہ خدا کے نام پر میرے ساتھ کچھ کر نہ گزریں۔ میں اس تصور کو ذہن میں تازہ کرتی جو ٹی وی پر عرب مردوں کے جھگڑالو ہجوموں کو صدر بش کے پتلے جلاتا دیکھ کر پیدا ہوا تھا وہ یہ سب خدا کے نام پر کر رہے تھے..... ان کا خدا کیا ہے میں سوچتی بے چارے کیا وہ پھر بھی خدا پر یقین رکھتے ہیں..... میں مزید سوچتی..... میں جو اس بچ میں ہے خود کو محفوظ ترین تصور کرتی کہ اللہ ہم کمزور انسانوں کی صفات رکھنے والا کوئی مجسم پیکر ہے لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کس قدر مدد کے جذبے سے سرشار ہیں میں نے ان میں سکون کی ایک لہر محسوس کی۔

ان کا عقیدہ کیسا ہوگا میں نے سوچا۔ مگر اس نے مجھے متذبذب کر دیا، میں قرآن پڑھ چکی تھی اور اس کے بارے میں کوئی خاص چیز نہیں تلاش کر پائی تھی۔ یہ خلیج کی جنگ چھڑنے سے پہلے کی بات ہے یہ کس قسم کا خدا ہے جو مردوں کو جنگ پر جانے پر اکساتا ہے ایک دوسرے ملک کے معصوم شہریوں کو قتل کرنے کے لئے عورتوں کی بے حرمتی کرنے کے لئے، امریکہ کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ بہتر ہوگا میں اس مقدس کتاب کا مطالعہ کروں جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس پر چل رہے ہیں۔ میں نے پینگوئن کلاسک کا مطالعہ کیا جو یقیناً ایک قابل اعتماد کتاب ہے، اور میں اس کو ختم بھی نہ کر پائی کیونکہ میں نے اسے سخت ناپسند کیا تھا۔ اس میں ایک ایسی حیثیت کا ذکر تھا جس میں نیکوکاروں کے لئے کنواری عورتیں تھیں (سوال یہ ہے کہ ایک نیکوکار عورت کو جنت میں ایک کنواری عورت کے ساتھ کیا کام ہے؟) اس میں ایک خدا کا ذکر تھا جو ایک ضرب سے پورے کے پورے شہر کو تباہ کر رہا تھا۔ میں کوئی تعجب نہیں (اگر ان سب باتوں کو دیکھا جائے جو خدا سے منسوب تھیں) کہ عورت کو مظلوم، مجبور بنا دیا گیا تھا اور یہ مذہبی جنونی جو امریکہ کے جھنڈے کو آگ لگانے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں میں نے سوچا۔ لیکن میں جن مسلمانوں سے اس کا ذکر کرتی وہ حیران رہ جاتے ان کا قرآن ان باتوں کو اس انداز سے نہیں کہتا تھا، شاید میرے پاس ایک غلط ترجمہ والا قرآن آ گیا تھا.....؟

اچانک وہ شخص جو نماز پڑھ رہا تھا اور میں جس کی اقتدا کر رہی تھی کھڑا ہو جاتا ہے میں بھی کھڑی ہو جاتی ہوں میرے پاؤں اس لمبی اسکرٹ میں جو میں پہنے ہوئے

ہوں الجھ جاتے ہیں اور میں تقریباً لڑکھڑا جاتی ہوں۔ میں ناک سے سوں سوں کر کے آواز نکالتی ہوں جب کہ اس طرح سانس لینے کے لئے اور ان میں آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی ہوں مجھے اللہ سے دعا مانگنے پر توجہ مرکوز رکھنی چاہیئے۔ پیارے خدا، میں یہاں اس لئے ہوں کہ میں آپ پر یقین رکھتی ہوں اور کیونکہ عیسائیت، یہودیت اسلام، ہندوازم، سکھ ازم اور بدھ ازم کی میری ریسرچ کے دوران اسلام نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ جھکنے کی حالت میں جب کہ میرے ہاتھ میرے گھٹنوں پر ہیں میں اپنے آپ کو یقین دلانے کی شدید ترین کوشش کرتی ہوں۔ اللہ، ازراہ کرم مجھے ایک اچھا مسلمان بننے میں مدد عطا فرما۔ ایک مسلمان ! کیتھی کبھی بھلا تم اچھی مسلمان کیسے ہو سکتی ہو ؟ ایک سفید فام مغربی عورت جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے، ایک ایسے مذہب کی جانب مائل ہو جائے جو اپنی عورتوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنا دیتا ہے، لیکن کنگسٹن کے مسلمان میرے دوست بن گئے ہیں میں احتجاج کرتی ہوں، انہوں نے بغیر کسی سوال کے مجھے اپنے معاشرے میں گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ میں یہ بھول گئی کہ وہ مجبور ہیں اور دہشت گرد ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ میرے سفر کا نقطہ آغاز ہے لیکن میں اب بھی ایک دہریہ ہوں یا کیا میں واقعی ہوں؟ میں نے تاروں بھری راتوں میں دیکھا تھا اور کائنات پر غور کیا تھا، ہیروں جیسے ستارے جو سیاہ آسمان پہ چمک چمک کر مجھے پراسرار پیغامات بھیجتے تھے، میں نے خود کو اپنی ذات سے زیادہ بڑی کسی شے سے مربوط پایا۔ کیا یہ ایک اجتماعی انسانی احساس تھا؟ امن اور سکون ستاروں کے ذریعے مجھ تک بہتا ہوا آتا ہے، کیا میں اپنے آپ کو اس احساس سے تہی کر سکتی تھی اور اعلان کر سکتی تھی کہ کوئی بالاتر وجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بالاتر احساس ہے؟

کیا آپ نے کبھی بھی اللہ کے وجود کے بارے میں شک نہیں کیا ہے؟ میں اپنی عیسائی اور مسلمان عقیدہ رکھنے والی دوستوں سے پوچھتی؟ نہیں وہ جواب دیتیں، نہیں نہیں یہ بات مجھے پریشان کر دیتی۔ کیا خدا اتنا زیادہ واضح اور نمایاں ہے؟ پھر ایسا کیسے ہوا کہ میں خدا کو نہیں دیکھ سکتی۔ یہ مجھے اپنے تصور کا بے حد پھیلاؤ محسوس ہوتا، دور وہاں ایک وجود ہو جو میرے طرز زندگی کو متاثر کر رہا ہو، خدا کھربوں انسانوں کو دعائیں مانگتے ہوئے کیسے دیکھ اور سن رہا ہے، اور انسان کی زندگی کے ایک ایک سیکنڈ

Marfat.com

کے ساتھ معاملہ کر رہا ہے؟ یہ ناممکن ہے، اور دنیا میں ناانصافی کا اس قدر ڈھٹائی کے ساتھ موجود رہنا؟ بچے جو جنگوں میں مر رہے ہیں، یہ ایک انصاف پسند، اچھے خدا کے وجود کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔

ہم دوبارہ جھگڑتے ہیں اور یہ میں ہوں جو ناک سے سوں سوں کی آواز نکل رہی ہے اور اطراف میں اپنی انگلیوں کو اپنی نئی جائے نماز پر دیکھ رہی ہوں، مجھے اپنی جائے نماز پسند ہے، اس کا ایک مخملی سا احساس ہے اور چند رنگ جو میرے پسندیدہ ہیں ایک کاسنی مسجد جس کے پس منظر میں سبز رنگ ہے، اس پر ایک راستہ بھی ہے جو ایک سیدھ دروازے کی جانب رہنمائی کرتا ہے جو کہ ایک مسجد میں داخلہ کے لئے ہے اور یہ مجھے بلا رہا ہے مسجد کے اندر جانے کا راستہ سچائی لئے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ یہ مغالطے میں ڈالنے والا بھی مگر ہے تو سہی میں خوش ہوں کہ اس راستے نے مجھے بلایا ہے جب میں بہت چھوٹی تھی تب میرے پاس دنیا کی ایک پوری تصویر معمہ کی شکل (Jigsaw) میں تھی۔ یہ ادھر ادھر بکھر گیا کسی لمحہ میں جب میں گریجویشن سے پہلے اپنی تعلیم کے تیسرے اور چوتھے سال میں تھی۔ کنگسٹن میں میں نے خود کو یاد دلایا کہ کبھی میں ایک باقاعدہ چرچ جانے والی تھی، کسی حد تک شرمندہ، کیونکہ میں جانتی تھی کہ مذہبی لوگ ٹھنڈے، نرم خو، پرکشش، اکتا دینے والے اور فرسودہ لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت خدا مجھے واضح طور پر دکھائی دیتا تھا کائنات بے مقصد تھی اگر اس کا ایک ایسا پیدا کرنے والا نہ ہو اور جسے مطلق العنان بھی ہونا چاہیئے۔ چرچ سے نکلتے ہوئے میرے پاس ہمیشہ ایک ہلکا پھلکا خوشی کا احساس ہوتا تھا میں نے اس احساس کے کم ہو جانے کے نقصان کو محسوس کیا، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میرا خدا سے کبھی جو ایک تعلق تھا دوبارہ بحال ہو جائے؟ ہو سکتا ہے کہ یہ میرے سفر کا آغاز ہو؟ میں نے دوبارہ دعا کی کوشش کی مگر اس کو غیر معمولی طور پر مشکل پایا۔ عیسائیوں نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ جو خدائے یسوع مسیح علیہ السلام پر یقین نہیں رکھتے، جہنم میں ڈالے جائیں گے، مگر ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سنا تک نہیں؟ یا وہ لوگ جو اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور عیسائی معاشرہ تاریخی طور پر یہ دعویٰ کرتا آ رہا تھا کہ عورتیں کمتر ہیں، اس وجہ سے کہ یہ عیسائیت ہی بتاتی تھی کہ یہ حضرت حوا علیہ السلام کی سز

Marfat.com

اتھی۔ عورتوں کو تعلیم سے منع کر دیا گیا تھا، ووٹ دینے سے بھی اور زمین کی ملکیت حاصل کرنے سے بھی۔

عیسائی عقائد کے مطابق خدا ایک بارعب شخص تھا جس کی لمبی سفید داڑھی تھی میں اس سے بات نہیں کر سکتی تھی، میں عیسائیت کی پیروی نہیں کر سکتی تھی اس لئے کہ معنوی طور پر خدا کا کوئی وجود ہی نہ تھا، مگر پھر میں نے عورتوں کے حقوق کے علمبرداروں کو دیکھا جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور عیسائی عورتوں کو جو حقوق نسواں کی علمبردار تھیں اور مسلمان عورتوں کو جو اسلام میں یقین رکھتی تھیں میں نے دعا مانگنا شروع کر دی اور خود کو ایک سابقہ عیسائی، حقوق نسواں کی علمبردار ایمان رکھنے والی قرار دیا۔ میں نے وہی ہلکا پھلکا سا احساس دوبارہ محسوس کیا، ہوسکتا ہے کہ خدا کا وجود ہو میں نے احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی کے واقعات کا جائزہ لینا شروع کیا اور اندازہ کیا کہ اتفاقات اور قسمت میرے لئے خدا کے انعامات تھے لیکن میں نے نہ کبھی ان کو محسوس کیا اور نہ خدا کا شکر ادا کیا، میں حیران ہوں کہ خدا اس قدر مہربان ہے اور اس کی مہربانی اور کرم نوازی میں فرق نہیں آتا لیکن میں بے وفا ہوں۔

میرے کان اور پاؤں خوشگوار سی سنسناہٹ کی زد میں ہیں جو دھونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی دھلائی ہے جو مجھے پاکیزہ بناتی ہے اور مجھے نماز میں خدا تک پہنچنے کی اجازت دیتی ہے۔ خدا جو ایک بارعب دیوتا ہے مجھے خوف، حیرت اور امن کا احساس ہوتا ہے ازراہ کرم مجھے راستہ دکھائیں مگر یقیناً آپ دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا بہت پیچیدہ ہے، بہت زیادہ خوبصورت ہے اور اسی قدر متوازن بھی ہے کہ اسے حادثہ قرار دینا مشکل ہے یا یہ ارتقائی قوتوں کا اندھا نتیجہ ہو؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ سائنس بھی اللہ پر عقیدہ رکھنے کی جانب مائل ہو رہی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ سائنس نے کبھی بھی اسلام سے اختلاف نہیں کیا؟ میں اپنی تصوراتی عدالت کی بدولت اذیت میں مبتلا ہو جاتی ہوں کیا انہوں نے ان چیزوں پر ریسرچ نہیں کیا ہے؟ شاید یہ سب سے زیادہ فیصلہ کن راستہ تھا میں نے ریڈیو پر ایک ماہر طبیعات کا انٹرویو سنا تھا جو یہ وضاحت کر رہا تھا کہ کیسے جدید سائنس نے انیسویں صدی کے مادی مفروضات کو بہت پہلے ترک کر دیا تھا اور جو سائنسی طور پر اس نظریہ یا رائے کا قائل تھا کہ بہت سے واقعات

Marfat.com

ایسے رونما ہوئے جو بے معنی تھے اور مبہم تھے اگر ان سب کے پیچھے ذہانت اور کوئی مقصد یا ارادہ کارفرما نہ ہو تو؟ درحقیقت سائنسی تجربات طبعی اشیا کا محض جامد مشاہدہ نہ تھے۔ مشاہدہ نے اس راستے کو ہی بدل ڈالا جس پر طبعی واقعات کا سلسلہ رونما ہو رہا تھا اور اس سے پتہ چلتا تھا کہ ذہانت ہی کائنات کا انتہائی بنیادی عنصر ہے، میں نے اور زیادہ مطالعہ کیا میں نے دریافت کیا کہ صرف انتہائی شدت کے ساتھ جدوجہد کرنے والے ماہرین بشریات جو ہار ماننے کے لئے تیار ہی نہ تھے ابھی تک ارتقاء کی تھیوری پر یقین رکھتے تھے اگرچہ کوئی بھی اس کو باآواز بلند اس لئے نہیں کہہ رہا تھا کہ اس کو اپنی ملازمت کے چلے جانے کا خطرہ تھا۔ میرا معمہ (Jigsaw) ادھر ادھر بکھرنا شروع کر رہا تھا۔

اچھا آپ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ خدا موجود ہے۔ آپ اس طرح واحد عقیدہ پر ایمان رکھنے والے بن گئے، لیکن عیسائیت بھی تو عقیدہ واحد پر ایمان لانے کا نام ہے، یہ تمہارا ورثہ ہے اس کو کیوں ترک کریں؟ ابھی تک یہ سوال کرنے والے متذبذب ہیں۔ لیکن تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ ان سب میں سے سب سے زیادہ آسان سوال ہے جواب دینے کے لئے۔ میں مسکراتی ہوں، میں نے جان لیا کہ کس طرح قرآن سائنس کی مخالفت نہیں کرتا جب کہ بائبل ایسا کرتی ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بائبل کی کہانیاں لفظ بہ لفظ پڑھوں مگر میں نے پتہ چلایا کہ میں ایسا نہیں کرسکتی تھی۔ سائنسی حقائق بائبل کے بیانات کے خلاف تھے مگر سائنس کے حقائق قرآن کے بیان سے اختلاف نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ سائنس قرآن کی اب تک ناقابل وضاحت آیات کی تصدیق بھی کر رہی ہے۔ یہ حیران کن تھا، ایک آیت تھی کہ کس طرح پانی تازہ پانی کے دریاؤں سے جو بہتے ہوئے سمندر میں جا گرتے ہیں سمندر کے کھارے پانی سے نہیں ملتا تھا۔ آیات جو پیدائش کو ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہیں وہ آیات جو سیاروں کے مداروں کا حوالہ دیتی ہیں ساتویں صدی کے سائنس دان ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اس قدر منفرد انداز کے ذہین اور عقلمند ہو گئے؟

میرا ذہن مجھے قرآن کی جانب کھینچتا تھا مگر میں نے مزاحمت کی میں نے دوبارہ چرچ جانا شروع کر دیا اور تقریباً ہر بار اپنے آپ کو آنسوؤں میں ڈوبا ہوا پایا۔ عیسائیت میرے لئے مشکل بنتی جا رہی تھی اتنی زیادہ کہ میرے لئے اس میں اب کوئی

Marfat.com

مفہوم باقی نہ رہا تھا تین خداؤں کا عقیدہ، یہ عقیدہ کہ خدا درحقیقت عیسیٰ کی شکل میں تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام کی عبادت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت نہ کہ خدائے واحد کی، پادریوں نے مجھے بتایا کہ جب خدا کی ذات پر غور وفکر کروں تو عقل کو پس پشت ڈال دوں، تین خداؤں کا عقیدہ یا تثلیث مبہم تھا اور نہ اس کے مفہوم کی کوئی ضرورت تھی، میں نے مزید گہرائی تک کھوج لگایا آخر کار میں اپنا کلچر کیسے چھوڑ سکتی تھی۔ اپنا ورثہ، اپنا خاندان؟ کوئی نہیں سمجھے گا اور میں تنہا رہ جاؤں گی۔ میں نے ایک اچھی عیسائی بننے کی کوشش کی، میں نے مزید علم حاصل کیا ۔۔۔ میں نے دریافت کیا کہ ایسٹر کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے دوسو سال بعد شروع کیا گیا، یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خدا کے وجود کی تجسیم ہیں، بلکہ اکثر یہ کہا کہ وہ انسان کی اولاد ہیں، یہ کہ تثلیث کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے تین سو سال بعد قائم ہوا، یہ کہ فیقیائی عقیدہ جس کو میں ایمانداری کے ساتھ ہر ہفتہ دہراتی تھی۔ ہر لفظ پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، انسانوں ہی کے ہاتھوں سے لکھا گیا تھا، ایک سیاسی میٹنگ کے دوران تاکہ اقلیت کے نظریہ کو جس کے مطابق عیسیٰ خدا کے بیٹے قرار پائے تھے کو مصدقہ بنایا جاسکے اور اکثریت کا نظریہ ''حضرت عیسیٰ اللہ کے پیغمبر تھے'' ہمیشہ کے لئے ترک کردیا گیا۔ مجھے سخت غصہ تھا چرچ نے مجھے یہ سب باتیں کیوں نہیں سکھائیں؟ اچھا میں جانتی ہوں کہ ایسا کیوں ہوا؟ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ وہ خدا کی عبادت کہیں اور جا کر بھی کرسکتے ہیں اور ان کی عبادت واقعی ان کے لئے کوئی مقصد نہیں رکھتی۔ میں صرف ایک خدا کی عبادت کروں گی نہ کہ تین کی، نہ مقدس باپ کی نہ بیٹے کی، اور نہ روح القدس کی، نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدا کے طور پر، نہ ہی بزرگوں کی اور نہ مریم کی۔ کیا محمد واقعی اللہ کے رسول ہوسکتے ہیں؟ کیا قرآن اللہ کا کلام ہوسکتا ہے؟ میں نے قرآن پڑھنا جاری رکھا اس نے مجھے بتایا کہ حضرت حوا تنہا زمین پر اتارے جانے کی ذمہ دار نہیں تھیں، یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پیغمبر تھے، یہ کہ ایمان نہ لانے والے مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے ہنسیں گے کہ لوگ محمدؐ کے نزول وحی کے دعویٰ پر سوال اٹھائیں گے۔ یہ سچ دکھائی دیتا تھا۔ اسلام مجھے کہتا تھا کہ خدا کو سمجھنے کے لئے میں اپنی عقل کا استعمال کروں، یہ علم حاصل کرنے کے لئے میری حوصلہ افزائی کرتا تھا، اس نے مجھے بتایا کہ جو

Marfat.com

کوئی بھی خدائے واحد پر ایمان لائے گا (یہودی، عیسائی، مسلمان یا جو کوئی بھی) وہ انعامات حاصل کرے گا۔ یہ بہت ہمہ گیر مذہب دکھائی دیا۔

ہم دوبارہ کھڑے ہوتے ہیں اور ابھی تک کھڑے ہوئے ہیں، پھر دوبارہ نیچے جھکتے ہیں، آرام کی حالت میں ہمارے ہاتھ ہمارے گھٹنوں پر ہیں، میں خدا کو اور کیا کہہ سکتی ہوں؟ مجھے کہنے کے لئے اور کچھ زیادہ بجھائی نہیں دے رہا، دعا بہت طویل لگ رہی ہے، میں آہستہ سے سانس باہر نکالتی ہوں، ابھی تک سوں سوں کر رہی ہوں، کیونکہ کھڑے ہونے، جھکنے اور پھر کھڑے ہونے سے میری سانس پھول گئی ہے، کیا تم سنجیدگی سے سوچ رہی ہو کہ میں ایک ایسے مذہب میں بخوشی داخل ہو جاؤں، جو مجھے ایک دوسرے درجہ کا شہری بنا دے؟ میں اپنے سوال کرنے والوں سے مطالبہ کرتی ہوں، تم جانتے ہو کہ مسلمان ممالک میں عورتوں کی بہت تذلیل کی جاتی ہے بالکل اسی طرح جیسے مغرب میں مگر یہ سچے مسلمان نہیں ہیں اور پردہ کو مسئلہ نہ بناؤ، کیا تم نہیں جانتے کہ عورتیں حجاب اوڑھتی ہیں محض اس وجہ سے کہ خدا ان سے ایسا کرنے کے لئے کہتا ہے؟ کیونکہ وہ اللہ کے احکامات پر یقین رکھتی ہیں، تاہم مجھ میں حجاب لینے کی ہمت کیسے پیدا ہوگی؟ شاید میں نہ لوں گی، لوگ مجھ پر گھوریں گے، میں نمایاں ہو جاؤں گی، اس کی بہ نسبت میں مجمع میں چھپ جاؤں گی جب کبھی باہر نکلوں گی، میرے دوست کیا کہیں گے جب وہ مجھے اس میں دیکھیں گے؟ یا اللہ میری مدد کر۔

میں تبدیلی کے کنارے پر کئی مہینوں تک کھڑی رہی، میرا ذہنی بحران ہر روز بڑھتا جا رہا تھا، مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنی پرانی زندگی کو چھوڑ دوں اور ایک نئی زندگی شروع کروں، لیکن میں واضح طور پر مجمع میں حجاب کے ساتھ نہیں جا سکوں گی، لوگ مجھے گھوریں گے، میں اس شاخوں والے راستہ پر کھڑی تھی جہاں خدا نے مجھے اپنی مدد سے پہنچایا تھا۔ میرے پاس نیا علم تھا، جو میری عقل کے ساتھ باآسانی مطابقت رکھتا تھا کیا میں اپنے ایمان کی پیروی کروں یا پرانی طرز پر قائم رہوں؟ میں کیسے رہ سکتی ہوں جب کہ نئی زندگی کے بارے میں میرا نظریہ مختلف ہے؟ میں کیسے تبدیل ہو سکتی ہوں جب کہ یہ قدم میرے لئے بہت بڑا ہے؟ میں دوبارہ پڑھوں گی، تبدیلی مذہب کے کلمات کو ''کوئی خدا نہیں ہے مگر خدائے واحد، اور محمدؐ اس کے نبی ہیں'' آسان الفاظ میں، اور

Marfat.com

میں ان میں یقین رکھتی ہوں اس وجہ سے میں اپنا مذہب تبدیل کر رہی ہوں، میں ایسا نہیں کر سکتی، میں مزاحمت کرتی ہوں۔ میں ایک کے بعد ایک دن چکر لگاتی رہی خدا شاخوں والے راستے کے ایک راستہ پر کھڑا تھا اپنا پاؤں زمین پر مارتے ہوئے آہستگی کے ساتھ کیتھی آ جاؤ! میں تمہیں یہاں تک لایا ہوں مگر یہ راستہ تمہیں خود ہی عبور کرنا ہے تنہا اپنے طور پر میں ساکت کھڑی رہی اس کینگرو کی مانند جو رات گاڑیوں کی روشنیوں میں ٹھٹکا ہوا پڑا ہو۔ پھر ایک رات شاید خدا ہی نے مجھے آخر زوردار جھٹکا دیا، میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک مسجد سے گزر رہی تھی مجھ میں ایک ایسا شدید احساس تھا کہ میں اس کو برداشت نہ کر سکی۔

اگر تم نے اب مذہب نہ بدلا تو تم کبھی ایسا نہ کر سکو گی۔ میرے اندر کی آواز نے مجھے بتایا، میں جانتی تھی کہ یہ سچ تھا ٹھیک ہے میں ایسا کروں گی اگر انہوں نے مسجد کے اندر آنے دایا میں ایسا کروں گی۔ مگر وہاں کوئی تھا ہی نہیں، میں نے کلمۂ شہادت درختوں کے نیچے مسجد سے باہر پڑھا میں نے انتظار کیا، میں نے انتظار کیا بجلی کے کسی کوندے کا، میں نے انتظار کیا اطمینان کے فوری احساس کا، اپنے اوپر سے بوجھ ہٹ جانے کے احساس کا، مگر ایسا نہ ہوا۔ میں اب بھی پہلے جیسی ہی تھی اب ہم دوبارہ جھکے ہوئے ہیں دنیا یہاں نیچے سے بہت مختلف دکھائی دیتی ہے حتیٰ کہ مشہور فٹ بال کے کھلاڑی اس طرح زمین کے بل گرا کرتے ہیں میں یاد کرتی ہوں، اپنے حجاب کی جھالر کے پھولوں کے اطراف کو دیکھتے ہوئے جو جائے نماز پر گر پڑتے ہیں ہم سب ایک جیسے ہیں اور یکساں طور پر خدا کے آگے عاجزی کے ساتھ جھکے ہوئے۔ اب ہم سیدھے بیٹھ رہے ہیں میری نماز کا امام اب بھی کچھ بول رہا ہے، اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو ہوا میں لہراتے ہوئے میں دوبارہ اپنے مصلّے کی طرف دیکھتی ہوں، سبز، کاسنی اور سیاہ رنگ جو میرے مصلّے پر ہیں قابل یقین حد تک ویسے ہی ہیں مسجد کی جانب راستہ کی سیاہی مجھ سے ملتجی ہوتی ہے ''میں یہاں ہوں'' بس تم خود کو مطمئن کر لو، تو تم مجھے پا لو گی'' میرے آنسو میرے چہرے پر خشک ہو گئے ہیں اور جلد سخت محسوس ہوتی ہے میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟ اے پیارے خدا میں یہاں اس لئے ہوں کیونکہ آپ پر یقین رکھتی ہوں، کیونکہ میں قرآن کے متاثر کن و شاندار الفاظ پر ایمان رکھتی ہوں، اور کیونکہ میں آپ کے

Marfat.com

پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان رکھتی ہوں، میں اپنے دل میں جانتی ہوں کہ میرا فیصلہ درست ہے، مہربانی فرما کر آپ مجھے ہمت عطا فرمائیں کہ میں اپنی اس نئی ذات اور نئی زندگی کو لے کر آگے بڑھ سکوں، تاکہ میں مضبوط ایمان کے ساتھ آپ کی بہترین خدمت کر سکوں۔ میں مسکراتی ہوں اور کھڑی ہو جاتی ہوں اپنے مصلے کو آدھا آدھا تہہ لگا کر اور اسے صوفہ پر ڈال دیتی ہوں تاکہ اس کی سبز مخملی کیفیت سے میری اگلی ملاقات کی تیاری یقینی رہے، ..... اترانا شروع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سابقہ مذہب بدھ مت **اسلامی نام**: عائشہ عبد **ملک کا نام**: آسٹریلیا

آسٹریلیا میں بدھ خاندان کی ایک لڑکی کا قبول اسلام

''عائشہ عبد کا تعلق آسٹریلیا کے ایک بدھ خاندان سے ہے، انہوں نے اگست ۱۹۹۴ء میں اسلام قبول کیا جس کے بعد انہیں مختلف قسم کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا..... ان کے قبول اسلام کا یہ واقعہ دہلی کے انگریزی ہفت روزے *RADIANCE* میں شائع ہوا تھا (شمارہ ۹ مارچ ۱۹۹۷ء) جہاں سے راقم نے اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔''

یہ اللہ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اور ذہن نے سوچنا شروع کیا، میرا یقین اس امر پر جم گیا کہ اس کائنات کا ایک ہی خالق ہے اور دنیا کی ہر چیز ہر معاملے میں اسی کی محتاج ہے، اگر چہ میرے والدین کا تعلق بدھ مذہب سے ہے، لیکن تیرہ سال کی عمر سے میرا یہ مستقل معمول بن گیا کہ میں پابندی کے ساتھ روزانہ خالق کائنات سے دعا کیا کرتی کہ وہ میری رہنمائی فرمائے، لیکن اردگرد کا سارا ماحول چونکہ عیسائی اکثریت کے رنگ میں رنگا ہوا تھا اس لئے اسکول میں داخل ہوئی تو مجموعی فضا کے تحت میں نے بھی اپنے آپ کو عیسائی قرار دے لیا۔

مجھے اس امر کا بڑا افسوس ہے کہ اسلام کے بارے میں میری معلومات بڑی ہی منفی تھیں۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ اوٹ پٹانگ قسم کا وحشی سا مذہب ہے جو مشرقِ وسطیٰ کی چند اقوام تک محدود ہے۔ ان اقوام کا طرز زندگی خطرناک حد تک تنگ نظری اور گھٹن کا شکار ہے اور خصوصاً عورتوں سے تو ان کا سلوک بڑا ہی سنگدلانہ ہے۔ انہیں سختی سے گھروں میں پابند رکھا جاتا ہے، ان کی حیثیت زرخرید غلاموں کی سی ہے اور انہیں کوئی انسانی حقوق حاصل نہیں۔ اردگرد کے ماحول میں ایسی باتیں عام ہوتی تھیں کہ

Marfat.com

مسلمانوں کے ہر گھر میں کم از کم چار بیویاں ضرور ہوتی ہیں اور خاوند جب چاہتا ہے کسی ایک کو دھکے دے کر باہر نکال دیتا ہے اور نئی بیوی لے آتا ہے۔ عام شنید کے علاوہ ٹیلی ویژن پر سعودی عرب اور ایران کے بارے میں ایسی فلمیں دکھائی گئیں جس سے اس نوعیت کا تاثر پیدا ہونا قدرتی بات تھی۔

تین برس قبل جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو وہاں مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے متعدد مسلمان طالب علموں سے واسطہ پڑا، چونکہ اسلام کے بارے میں متذکرہ نوعیت کی عجیب وغریب باتیں سنی تھیں اس لئے محض تجسس اور ضرورت کی خاطر میں ان طالب علموں کے قریب ہوئی تا کہ ان کے مذہب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر سکوں ... لیکن یہ دیکھ کر میں تو ہکی بکی رہ گئی کہ وہ وقار، ضبط نفس اور صبر کی خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ یورپین نوجوانوں کی طرح عورت کو دیکھتے ہی ان کی رال نہیں ٹپک پڑتی اس کے برعکس میں نے عورت کے لئے ان کے اندر ایک خاص احترام کا اسلوب دیکھا جس کا اس سے پہلے کبھی تجربہ یا مشاہدہ نہیں ہوا تھا۔

یہ مسلمان طالب علم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، صاف ذہن کے، خوش اخلاق اور مخلص سب سے بڑھ کر یہ نوجوان اپنے مذہب پر فخر کرتے تھے وہ دعویٰ سے کہتے تھے کہ ان کا مذہب عقل وادراک کے عین مطابق ہے حالانکہ ہمارے ہاں ان کے مذہب کی بڑی ہی بھیانک تصویر کشی کی گئی تھی۔

اس طرح میرے ضمیر نے مجھے مجبور کیا کہ میں اسلام کے بارے میں ضرور معلومات حاصل کروں۔ اس مقصد کے لئے مجھے ان طالب علموں نے ضروری لٹریچر مہیا کیا اور جوں جوں میں نے اس مذہب کا مطالعہ کیا، اس کی غیر معمولی خوبیوں کی معترف ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ اس کے سامنے عیسائیت بھی مجھے ہیچ نظر آنے لگی حالانکہ مجھے اس مذہب سے خاصی قلبی وابستگی ہوگئی تھی۔ مجھے یہ جان کر بڑا ہی صدمہ ہوا کہ اسلام کے بارے میں یورپین قومیں کتنا جھوٹ بولتی ہیں اور کس دھڑلے سے اس جھوٹ کو پھیلاتی ہیں۔ خصوصاً یہ پڑھ کر کہ اسلام عورت کے بارے میں غیر معمولی احترام اور محبت کا رویہ رکھتا ہے اور ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کی حیثیت سے اسے کتنی عزت اور اہمیت دی جاتی ہے، میرے جذبات کا عجیب عالم ہوا..... اس مطالعے نے مجھے ایک جانب اسلامی

Marfat.com

طرزِ معاشرت سے آگاہ کیا اور دوسری طرف ''اسلامی بنیاد پرستی'' کی حقیقت واضح ہوگئی جسے پروپیگنڈے کے طور پر امریکی ذرائع ابلاغ خوب پھیلاتے اور مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس شخص میں تھوڑی سی بھی عقل ہو اور اس کے دماغ کی کھڑکیاں بند نہ ہوں، وہ ان حقائق کا ادراک کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

جوں جوں میں اسلام کے بارے میں مطالعہ کرتی گئی اور جوں جوں اس مذہب کا جمال نکھر کر میرے سامنے آتا چلا گیا، میں اس کی شیدائی بنتی چلی گئی۔ جی چاہتا کہ اسلام کے بارے میں ہر چیز معلوم کی جائے، اس کے حسن و جمال کا ہر رخ دیکھا جائے، چنانچہ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ اسلام واقعی مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس نے زندگی کے ایک ایک معاملے میں انسانوں کو بہترین رہنمائی مہیا کی ہے یہ بڑا ہی قابل عمل مذہب ہے اور اس کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جسے عملی زندگی میں بروئے کار نہ لایا جا سکتا ہو۔ اس طرح جب عیسائیت کی نظری و عملی خامیاں بھی مجھ پر عیاں ہوگئیں اور اسلام کی ساری صداقتیں نکھر کر سامنے آ گئیں تو ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کی دوپہر کو میں نے تقریباً بیس مسلمانوں کے ایک اجتماع میں کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوگئی.....

یہ دن میری زندگی کا یقیناً سب سے مبارک دن تھا اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں ادا کر سکتی کہ ایک ہی سال کے عرصے میں اس نے مجھے اسلام کی نعمت عظمیٰ عطا فرما دی اور نو عمری کی وہ دعا قبول کر لی کہ خدایا مجھے سیدھا راستہ دکھا، مجھے ہدایت عطا فرما۔

مجھ سے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ تو گذارش ہے کہ جونہی میرے والدین کو میرے قبول اسلام کا پتہ چلا، گھر میں گویا بھونچال آ گیا۔ انہیں میرے عیسائی ہونے پر تو کوئی اعتراض نہ تھا، مگر اسلام قبول کرنے پر وہ صدمے سے بے حال ہوگئے، گھر کے سب لوگ مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے، طنز و تمسخر کا نشانہ بناتے، گالیاں دیتے اور دھمکاتے رہتے بارہا ایسا ہوا کہ میری غیر موجودگی میں میرے کمرے کو تہس نہس کر دیا جاتا، ہر چیز درہم برہم کر دی جاتی، کتابیں غائب ہوتیں اور میری دوستوں اور ان کے والدین کو میرے بارے میں توہین آمیز ٹیلی فون کئے جاتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ گھر سے باہر مجھے نہ جانے دیا جاتا اور رات کو جان بوجھ کر سور کا گوشت پکایا جاتا، تاکہ میں

ڈنر میں بھی شامل نہ ہوسکوں۔ اس طرح میں بھوکی پیاسی سوجاتی میری ڈاک کھول لی جاتی، میرا جیب خرچ بند کردیا گیا۔ میری غیر موجودگی میں میرا فون پر کوئی پیغام آتا تو مجھ تک نہ پہنچایا جاتا اور مسجد سے یا کسی اسلامی تقریب سے کوئی دعوت نامہ آتا تو وہ بھی روک لیا جاتا گھر والے کوشش کرتے کہ میں کسی مسلمان سے نہ ملوں، انہیں خطرہ تھا کہ اس سے میری مزید برین واشنگ ہو جائے گی۔

حالت یہ تھی کہ کسی کی موجودگی میں میرے لئے نماز پڑھنا محال ہوگیا۔ لوگ آوازیں کستے، شور مچاتے، اور گالیاں دیتے، رمضان میں روزہ رکھنا تو اور بھی محال ہوگیا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ایک روزہ بھی ترک نہ کیا۔ لیکن گھر کے ماحول نے مجھے پریشان کرنے اور اس عبادت میں مخل ہونے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی..... میری والدہ نے رمضان کا پورا مہینہ مجھ سے بات تک نہ کی اکثر بڑبڑاتیں کہ تم نے والدین کی ناک کاٹ دی ہے اور انہیں کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔ مجھے اذیت دینے کے لئے گھر والے ایسی فلمیں لگا دیتے جن میں مسلمانوں اور اسلام کے لئے تضحیک اور تمسخر کا سامان ہوتا اور اسلام کی شکل بگاڑ کر پیش کی گئی ہوتی، گھر کے مختلف افراد اکثر و بیشتر اس خطرے کی نشاندہی کرتے کہ اسلام قبول کرکے میں نے سارے خاندان کی عزت غیر محفوظ کردی ہے اور اگر ہمارے رشتہ داروں اور قریبی احباب کو میری اس حرکت کا پتہ چل گیا تو وہ ہمارا بائیکاٹ کردیں گے۔

آزمائشوں کی یہ یلغار تھی لیکن حیرت انگیز طور پر اللہ نے مجھے صبر اور حوصلے کی غیر معمولی طاقت عطا فرمادی۔ میں نے گھر کے سارے افراد کے منفی رویے کے جواب میں مثبت ردعمل ہی کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں میں قلبی طمانیت اور سکون کی ایک ایسی کیفیت سے آشنا ہوئی جس کا اظہار لفظوں میں ناممکن ہے۔ ذہنی مسرت کا یہ عالم تھا کہ گویا دنیا بھر کے خزانے میرے قدموں میں ڈھیر ہوگئے ہیں۔ اس زمانے میں اللہ نے مجھ پر بے حد و بے حساب فضل فرمائے اور مایوسی کی کوئی ایک لہر بھی میرے قریب سے نہ گزرنے پائی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا دست شفقت ہر وقت میرے سر پر موجود ہے۔ کاش میں بتا سکتی کہ ابتلاء کے اس دور میں میں نے اس کی رحمتوں کے کیا کیا مزے لوٹے ہیں۔ چنانچہ میں ذہنی اور عملی طور پر جس کیفیت سے ہمکنار ہوئی قارئین کو اس کا ہلکا سا

اندازہ اس حدیث قدسی سے ہو سکے گا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں ''جو بندہ میرے بہت قریب ہو جاتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔''

آزمائش کے اس دور میں مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا قریب سے مشاہدہ کرنے کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مختلف انسانوں کی نفسیات سے آشنا ہوگئی اور پتہ چلا کہ ضد، تعصب اور تنگ نظری انسانوں سے کیا کچھ کرواتی ہے اور قریبی خونی رشتے کس طرح کنکر پتھر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ آزمائش کی مدت تقریباً ایک سال تک جاری رہی حتیٰ کہ اللہ کو اپنی بندی پر رحم آ گیا اور میں نے ایک باعمل مسلمان نوجوان سے شادی کر کے والدین سے الگ رہائش اختیار کر لی۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس ایک سال کے دوران میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی مزید معلومات حاصل کیں اور میرا اس دین پر ایمان محکم سے محکم تر ہوتا گیا۔ میں نے قرآن کی بہت سی آیات یاد کر لی ہیں اور اس دوران میں نہ تو قرآن کی صداقت کے بارے میں میرے دل میں معمولی سا شبہ پیدا ہوا ہے نہ جدید زمانے اور علوم کے حوالے سے اسلام کے ضمن میں میرے ذہن میں کسی اعتراض نے سر اٹھایا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرا ایمان مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں مجھے دنیاوی اعتبار سے کتنے ہی اضافی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میرے اندر ایک خاص قسم کا اعتماد پیدا ہوا ہے، میرا ایک تشخص بنا ہے اور بہادری اور دلیری کی ایک خاص کیفیت میرے اندر راسخ ہوئی ہے اللہ پر میرا اعتماد اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کسی اور کا خوف قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ اس کی عظمت اور کبریائی کا احساس دل پر اس قدر غالب رہتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز ہیچ نظر آتی ہے قرآن میں ہے ''اللہ جس سے خوش ہوتا ہے، اسے ہدایت عطا فرماتا ہے'' اللہ کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ اس نے مجھے ہدایت عطا فرما دی، دعا ہے کہ وہ مجھے اس ہدایت پر قائم رکھے اور اپنی رضا عطا فرما دے۔

سابقہ مذہب: عیسائیت **اسلامی نام**: زینت کارین **ملک کا نام**: جرمنی

اسلام میں عورتوں کے حقوق میرے قبول اسلام کا ذریعہ بنے

ذیل کا مضمون پاکستان میں ایرانی سفارتخانہ کے سہ ماہی مجلّہ ''ایران شناسی'' (شمارہ ۱۳، ۱۴، ۱۹۹۷ء) میں شائع ہوا تھا۔ سومن صفاوردی نے یہ انٹرویو لیا تھا جس کا اردو ترجمہ عابد عسکری نے کیا۔ (بشکریہ مترجم ومجلّہ)

گذشتہ دنوں جرمنی کی مسلمان خاتون محترمہ زینب کارین ایران تشریف لائیں، محترمہ سے جو ہماری گفتگو ہوئی وہ قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

○ ہم آپ کو ایران میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے بارے میں بتائیں اس کے بعد ہم گفتگو کو آگے بڑھائیں گے۔

زینب کارین: آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے خیالات قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے تو عرض ہے میں جرمنی کی اکتیس سالہ مسلم خاتون ہوں، دس سال پیشتر میں مشرف بہ اسلام ہوئی تھی، مسلمان ہونے پر میں نے اپنا نام زینب منتخب کیا۔ مجھے بچپن ہی سے خالق مطلق سے گہرا لگاؤ ہے، اس زمانے میں جب میں غور وفکر کرتی تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بہت قریب پاتی، خداشناسی کے جذبے نے مجھے اپنی ہم سن دوستوں سے مختلف کر دیا تھا میرا رہن سہن اور خیالات یکسر بدل گئے۔ مثال کے طور پر ہمارے اسکول میں طلبہ سے تیراکی زبردستی کرائی جاتی تھی اور میں اس کام سے نفرت کرتی تھی لہٰذا میں اساتذہ سے بیماری کا بہانہ بنا کر تیراکی اور مخلوط محفلوں سے بچ جاتی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خیالات میں تبدیلی آ گئی، تحقیق کرنے پر یہ بات مجھ پر عیاں ہوگئی کہ کلیسا کے خداؤں کا تصور کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ کلاس میں ہر روز

Marfat.com

یہی سوال میرے ذہن میں کلبلاتا رہتا تھا۔

پندرہ سال کی عمر میں مجھے اپنے خاندان والوں کے اصرار پر مذہبی کلاسوں میں شرکت کرنا پڑی۔ چونکہ میری سوچیں بالکل بدل چکی تھیں اس لئے میں نے اپنے والدین سے واضح طور پر کہہ دیا کہ مجھے کلیسا والوں کا مذہب پسند نہیں، لیکن میرے والدین نے کہا کہ ہماری خاطر تم مذہبی کلاسوں کے پروگرام میں شرکت کرو، یہ رسومات سال کے اختتام پر عیسائیت کو قبول کرنے کے بارے میں منعقد کی جاتی تھیں، چنانچہ میں والدین کی وجہ سے اس پروگرام میں شریک ہوتی تھی۔ پادری دعا کو پڑھاتا اور شرکاء اس کے الفاظ کو دہراتے تھے جب وہ قبولیت مذہب پر آیا تو میں خاموش ہوگئی، سبھی شرکاء دعا پڑھنے اور ترانہ گانے میں مصروف تھے اس لئے میری خاموشی کی طرف کسی کا دھیان نہ جا سکا۔

دوران تعلیم ترکی کی چند لڑکیاں میری دوست تھیں۔ میرا ان کے یہاں آنا جانا رہتا تھا، انہوں نے میری پریشانی کو بھانپتے ہوئے اسلام کی ابتدائی تعلیمات کے بارے میں ایک رسالہ دیا، میں نے اس کا مطالعہ شروع کر دیا، جب واحدانیت خدا کے موضوع پر پہنچی تو میری نظریں رک گئیں۔ کیا ہی اچھی بحث تھی، جوں جوں مطالعہ کر رہی تھی میرا تجسس بڑھتا جا رہا تھا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک مسلمانوں کا نظریہ متاثر کن تھا۔ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے اپنے والدین سے صاف طور پر کہہ دیا کہ مجھے کلیسا والوں کا مذہب ہرگز قبول نہیں، آج سے میں مسلمان ہو رہی ہوں۔ میری اس بات کو سن کر میرے والدین سخت رنجیدہ خاطر ہوئے کہ اگر میں اس حالت میں مرگئی تو مجھے کہیں بھی دفن نہیں کیا جائے گا اس لئے ان کی کوشش تھی کہ یہ کام نہ کروں اور رجسٹروں میں میرا نام عیسائی لڑکی کے طور پر رہے لیکن میں اس پر ہرگز راضی نہ تھی۔

اٹھارہ سال کی ہوئی تو میں نے اسلام کے بارے میں مزید مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ جوں جوں مطالعہ کرتی رہی میرا دل مطمئن تر ہوتا گیا، میرا دل چاہتا تھا اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق شروع کروں۔ لیکن مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ اس کا آغاز کہاں سے کروں؟ شروع شروع میں مجھے ذہنی اعتبار سے قدرے تکلیف محسوس ہوئی لیکن میں نے دل میں عہد کر لیا تھا کہ میں نے اسلام ہی کو اپنانا ہے۔ بالآخر میں نے

Marfat.com

اسلام کی خاطر اپنے سابقہ مذہب اور والدین کو ترک کر دیا، شروع میں مجھے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آہستہ آہستہ تمام معاملات سلجھتے چلے گئے۔ ماہ رمضان کے دنوں میں مسلمانوں کا اتحاد دیدنی تھا اخوت و برادری کے اس جذبے نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ میں ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتی یہاں تک کہ گرمیوں کی حدت بھی مجھے اس کار خیر سے دور نہ رکھ سکی۔

ایک مسلمان لڑکی مجھ سے کہا کرتی تھی کہ آپ ابھی پوری مسلمان نہیں ہوئیں، اس لئے آپ کے روزہ نماز کی قبولیت میں شک ہے، لیکن میں دل کی گہرائیوں سے اسلام کو پسند کرتی اور اسے قبول کر چکی تھی اس لئے میرا ضمیر اور دل مطمئن تھا۔ میں ہر روز مذہب کے بارے میں مسلمانوں سے سوال کرتی اور فلسفہ اسلام کے بارے میں بحث و تمحیص کرتی تھی۔ ایک روز میں نے ایک مسلمان عورت سے پوچھ ہی لیا کہ آپ سر پر دوپٹہ یا چادر کیوں اوڑھتی ہیں؟ اس نے کہا اگر انسان اچھا مسلمان بننا چاہتا ہے تو اسے یہ کام کرنا پڑے گا۔ اس سے میں مطمئن نہ ہوئی اور اسلام میں پردے کے فلسفہ کے بارے میں مزید جستجو کرنے لگی، بالآخر اس نتیجہ تک پہنچی کہ یہ تو خواتین کی فلاح و تحفظ کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے، چونکہ خواتین کو معاشرہ میں کام کرنا پڑتا ہے اس لئے پردہ ان کے لئے ایک محافظ کا کام دیتا ہے، اس سے عورت کی عزت و وقار میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کی اہمیت کا احساس مجھے یونیورسٹی میں ہوا تھا۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ خواتین کی ظاہری زیبائش و آرائش کی طرف توجہ کی جاتی ہے، ذرائع ابلاغ بھی نت نئے فیشنوں کی ترویج کرتے ہیں، بناؤ سنگھار کے ادارے بھی عورت کی خوبصورتی کی تشہیر کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اس عارضی خوبصورتی پر خطیر رقم خرچ ہوتی ہے، دوسری طرف عورت کو روحانی اور ذہنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر جہاں عورت و مرد اکٹھے کام کرتے ہیں میں نے بھی تعلیم کے دوران اس طرح کی پریشانیاں دیکھی ہیں۔ اسلام چونکہ عورت کو تحفظ دیتا ہے، اس کے وقار کو بڑھاتا ہے اس لئے میں نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کو ترجیح دی۔ اگرچہ اسلام قبول کرنے میں میری روحانی مشکلات دور ہو گئیں تاہم معاشرتی مسائل پر قابو پانے کے لئے میں نے اپنے اندر جرأت پیدا کی اگرچہ اس

Marfat.com

سلسلے میں خاندانی دباؤ بھی خاصا تھا۔

سب سے پہلا مسئلہ تو والد صاحب کی ناراضگی کا تھا، وہ بار بار مجھ سے تقاضا کررہے تھے کہ میں مذہب عیسائیت پر قائم رہوں، وہ کہتے تھے کہ ایک مذہب کو چھوڑنا اور دوسرے کو اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اپنے دوستوں کے کہنے پر میں نے والد صاحب سے زیادہ بحث نہیں کی اور احترام وسکون سے کہا کہ کل میں مسجد جارہی ہوں وہاں پر کلمہ پڑھوں گی، چنانچہ بالآخر میں ترکی کے دوستوں کے ہمراہ مسجد آئی اور کلمہ پڑھا۔ اس وقت مجھے یوں محسوس ہوا جیسا کہ میں ابھی ابھی دنیا میں آئی ہوں، ترک خواتین نے مجھے مبارک باد پیش کی اور کہا کہ تم ترک ہوچکی ہو، میں نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام تو پوری انسانیت کا مذہب ہے۔

اب مجھے ایسی خواتین کی دوستی کی ضرورت تھی جو میری طرح حال ہی میں مسلمان ہوئی ہوں۔ بالآخر میری آشنائی جرمنی کی مسلم خواتین سے ہوگئی۔ ہم نے مل کر سب سے پہلے پردہ کرنا شروع کیا، شروع شروع میں پردہ کرنا بڑا مشکل تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کی عادی ہوگئیں۔ اس کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ پردہ کی برکت سے آہستہ آہستہ میری معاشرتی مشکلات دور ہوگئی ہیں، اب پردہ میرے لئے زندگی کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ تھی، لیکن میری سہیلیاں پردہ کو پسماندگی سے تعبیر کرتی تھیں، ان کی نظر میں پردہ اختیار کرنا قید ہونے کے مترادف ہے دراصل یہ سب کچھ مسلم خواتین کے خلاف لادین عناصر کے پروپیگنڈہ کا نتیجہ ہے کہ پردہ (جو نسوانی وقار کا باعث ہے) کو پسماندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت بہت سے ممالک لادینی عناصر کے غلط پروپیگنڈے کی زد میں ہیں۔ کاروباری اداروں اور تعلیمی مراکز میں بھی اس قسم کی مشکلات ہیں۔ ایک روز میں نے یونیورسٹی کی پرنسپل سے کہا کہ کل میں دوپٹہ اوڑھ کر یونیورسٹی آؤں گی تو وہ خاموش رہیں اور کسی قسم کا منفی ردعمل ظاہر نہ کریں جب میں دوپٹہ اوڑھ کر آئی وہ خاموش رہیں البتہ یونیورسٹی میں دوسرے مردوں کا رویہ میرے ساتھ حقارت آمیز تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ میں ایک بے وجود سی چیز ہوں ایک روز ہاسٹل کے میس میں چند طالب علم مجھے دیکھ کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے اب تو ہاسٹل کی نوکرانیاں ہمارے ساتھ کھانا کھاتی ہیں۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا لیکن اسلام کی عظمت وتقدس کی

Marfat.com

وجہ سے خاموش رہی، میں نے عہد کرلیا کہ اسلام کی خاطر تمام مشکلات بخوشی برداشت کروں گی۔

ایک مرتبہ میں اپنے سفر حج کے سلسلے میں مسجد میں گئی وہاں پر مجھے مسلمانوں کے طرز زندگی کو دیکھ کر بہت دکھ ہوا، وہ نام تو اسلام کا لیتے تھے لیکن ان کے طور طریقے غیر مسلموں جیسے تھے، افریقہ کی عورتیں غیر اسلامی رسومات کو اسلامی سمجھتی تھیں، پھر جس نوجوان سے میری شادی ہوئی اس کا رویہ بھی غیر اسلامی تھا، اس نے مجھ پر بے جا اور غیر اسلامی پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور مجھ سے ہر وقت لڑتا جھگڑتا رہتا تھا میں اپنے بھائی سے بھی میل جول نہیں رکھ سکتی تھی میرے خاندان اور سہیلیوں کا آنا جانا ممنوع تھا۔ میں اس کی اجازت کے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھا سکتی تھی ایک مرتبہ میرے ایک دوست مجھ سے ملنے آئی، میں اس کو بس پر بٹھانے کے لئے اس کے ساتھ بس اسٹاپ پر چلی گئی۔ گھر آتے آتے پندرہ منٹ دیر ہوگئی جب گھر آئی تو اس نے گملا اٹھا کر میری سر پر دے مارا اور گالیاں دینے لگا اور مجھے زمین پر گھسیٹنے لگا، اگر ایمان کی طاقت میرے دل میں نہ ہوتی تو میں بھی کسی قسم کے ردعمل کا اظہار کرتی لیکن میں نے صبر کیا اور دل میں کہا کہ یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔ بالآخر اس سے میں نے علیحدگی اختیار کرلی، طلاق اور چند نام نہاد مسلمانوں کے رویوں کو دیکھ کر میرا دل ٹوٹ گیا، درحقیقت ہمیں ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے نرم رویہ اختیار کرنا چاہیئے، ایک دوسرے کی کمزوریوں سے در گزر کرنا چاہیئے، اسلامی تہذیب کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مسلمان اسلام کی حقیقت سے روشناس ہوں گے اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ علاقائی اور غیر اسلامی تہذیبوں کو ٹھکرا دیں گے۔

سابقہ نام لیڈی بارنس **ملک کا نام** انگلستان

لیڈی بارنس کا قبول اسلام

اس واقعے کی روایت علامہ اقبالؒ کی ہے، یہ بصیرت افروز داستان علامہ مرحوم کی فرمائش پر لکھی جانے والی کتاب ''اسلام زندہ باد'' میں چھپی تھی اور وہیں سے نقل کی جارہی ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے بیان فرمایا!

مسٹر داؤد آپس کی طرح لیڈی بارنس کا قبول اسلام بھی اپنے اندر عجب کے کئی پہلو رکھتا ہے، آپ ایک نومسلم فوجی انگریز کی بیوی تھیں۔ چند سال کا ذکر ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی ایک مقدمے میں ملوث ہوکر میرے پاس آئے چونکہ الزامات سراسر جھوٹے تھے اس لئے عدالت نے انہیں باعزت بری کردیا۔ چونکہ وکالت کے فرائض میں نے انجام دیئے تھے اس لئے چند روز بعد لیڈی بارنس میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے لاہور تشریف لائیں اس وقت میں نے سوال کیا، لیڈی صاحبہ! آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

''مسلمانوں کے ایمان کی پختگی، ڈاکٹر صاحب'' لیڈی موصوف نے جواب دیا اور وضاحت میں ایک واقعہ سنایا۔

''ڈاکٹر صاحب! میں نے دیکھا ہے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس کا مسلمانوں کی طرح ایمان پختہ ہو، بس اسی چیز نے مجھے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا'' لیڈی بارنس نے تھوڑا سا تامل فرمایا اور کہا ''ڈاکٹر صاحب! میں ایک ہوٹل کی مالکہ تھی میرے ہوٹل میں ایک ستر سالہ بوڑھا مسلمان ملازم تھا اس بوڑھے کا فرزند نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھا، ایک وبائی بیماری میں یہ لڑکا چل بسا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں بوڑھے کے پاس تعزیت کے لئے گئی، اسے تسلی دی اور دلی رنج وغم کا اظہار کیا۔ بوڑھا نہایت غیر متاثر حالت میں میری باتیں سنتا رہا اور جب میں خاموش ہوگئی تو اس نے نہایت شاکرانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا ''میم صاحبہ! یہ خدا کی تقدیر

Marfat.com

ہے خدا کی امانت تھی، خدا لے گیا، اس میں غمزدہ ہونے کی کیا بات ہے ہمیں تو ہر حالت میں خدائے غفور کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔"

ڈاکٹر صاحب بوڑھے کا آسمان کی طرف انگلی اٹھانا ہمیشہ کے لئے میرے دل میں پیوست ہوگیا میں بار بار اس کے الفاظ پر غور کرتی تھی اور حیران تھی کہ الٰہی اس دنیا میں اس قسم کے صابر و شاکر اور مطمئن دل شخص بھی موجود ہیں۔ جستجو ہوئی کہ بوڑھے نے ایسا پُر استقامت دل کیسے پایا؟ اسی غرض سے میں نے پوچھا کہ کیا مرحوم کے اہل وعیال بھی ہیں۔ وہ کہنے لگا "ایک بیوی ہے اور ایک چھوٹا بچہ" بوڑھے کے اس جواب نے میری حیرت کو کم کر دیا میں نے اس کے اطمینان قلب کی یہ تاویل کی کہ چونکہ پوتا موجود ہے اس واسطے وہ اس کی زندگی اور محبت کا سہارا بنے گا۔

اس واقعہ کو زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ یتیم بچے کی ماں بھی چل بسی۔ اس سے میرے دل کو بہت تکلیف ہوئی، بوڑھے کی بہو کا غم میری عقل پر چھا گیا، تعزیت کے لئے میں اس کے گاؤں روانہ ہوئی اس وقت جذبات وتخیلات کی ایک دنیا میرے ہمرکاب تھی سوچتی تھی کہ اس تازہ مصیبت نے بوڑھے کی کمر توڑ دی ہوگی۔ وہ ہوش وحواس کھو چکا ہوگا، یتیم بچے کی کم سنی اسے نڈھال کر رہی ہوگی میں انہی خیالات میں غلطاں بوڑھے کے گھر پہنچی تو وہ سر جھکائے لوگوں کے ہجوم میں بیٹھا تھا میں نے اس کی تازہ مصیبت پر افسوس کا اظہار کیا اور اسے اپنی ہمدردی کا یقین دلایا۔ بوڑھا میری ہمدردانہ باتیں بڑے سکون سے سنتا رہا، لیکن اس کے جواب کی نوبت آئی تو اس نے پھر اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھادی اور کہا "میم صاحبہ! خدا کی رضا میں کوئی بشر دم نہیں مار سکتا اسی کی شے تھی وہی لے گیا ہے ہمیں ہر حال میں اس کا شکریہ ہی ادا کرنا چاہیئے۔"

"ڈاکٹر صاحب" لیڈی بارنس نے حد درجہ حیرت کے انداز میں کہا "میں جب تک بوڑھے کے پاس بیٹھی رہی نہ اس کے سینے سے آہ نکلی، نہ آنکھ سے آنسو گرا اور وہ اس طرح اطمینان کی باتیں کرتا تھا گویا اس نے اپنے اکلوتے بیٹے اور بہو کو زمین میں دفن نہیں کیا بلکہ کوئی فرض ادا کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں واپس لوٹ آئی مگر سارے راستے بوڑھے کی پختگی ایمان پر غور کرتی رہی۔ یہ خیال مجھے تنگ کرتا تھا اور حیرت زدہ بھی کہ اس درجہ مصیبت میں کسی انسان کو یہ استقامت اور صبر وشکر کی نعمت

کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

شومئی قسمت کی چند روز بعد بوڑھے کا معصوم پوتا بھی وفات پا گیا، اس اطلاع کے بعد میں نے اپنی اندازہ شناسی کی تمام قابلیتوں کو نئے سرے سے جمع کیا اور بے قراری کے عالم میں اس کے پاس گاؤں پہنچی مجھے یقین تھا کہ اب لاوارث بوڑھا صبر و قرار کھو چکا ہوگا، اس کا دل و دماغ معطل ہو چکا ہوگا اور ناامیدی اس کی امید کے تمام رشتے منقطع کر چکی ہوگی مگر یہ دیکھ کر خود میرے حواس جواب دینے لگے کہ بوڑھا اسی سکون کی حالت میں ہے جس کا تجربہ میں دو مرتبہ کر چکی تھی۔ میں نے نہایت دل سوزی کے ساتھ اس کے مصائب پر غم کا اظہار کیا۔ وہ سر جھکائے میری باتیں سنتا رہا کبھی کبھی اس کے سینے سے آہوں کی صدا بھی آ جاتی وہ سخت غمگین بھی تھا، مگر میرے خاموش ہونے پر اس نے کمال صبر و تحمل سے جواب دیا ''میم صاحبہ یہ سب خدا کی حکمت کے کھیل ہیں اس نے جو کچھ دیا تھا خود ہی واپس لے لیا ہے اس میں ہمارا تھا ہی کیا پھر ہم اپنے دل کو برا کیوں کریں، بندے کو ہر حال میں خدا کا شکر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ اللہ کی رضا پر صبر کریں۔''

لیڈی بارنس درد دل کی کیفیتوں سے لبریز تھیں، اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور رندھی ہوئی آواز میں کہا ''ڈاکٹر صاحب! بوڑھے کا یہ جواب میرے لئے قتل کا پیغام تھا اس کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی مگر نشتر بن کر میرے دل میں اتر گئی میں نے اس مردِ ضعیف کی پختگی ایمان کے سامنے ہمیشہ کے لئے سر جھکا دیا مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ بوڑھے کا یہ اطمینان قلب مصنوعی نہیں حقیقی ہے اب وہ گاؤں میں اکیلا تھا میں نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی اس نے شکریہ ادا کیا اور بے تکلف میرے ساتھ ہوٹل میں چلا آیا۔ یہاں وہ دن بھر ہوٹل کی خدمت کرتا اور رات کو خدا کی یاد میں مصروف ہو جاتا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد ایک روز بوڑھے نے قبرستان جانے کا ارادہ کیا، تجسس کا جذبہ مجھے بھی اس کے ساتھ لے گیا میں دیکھنا چاہتی تھی کہ اب اس کے جذبات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔ قبرستان میں پہنچ کر وہ شکستہ قبروں کو درست کرنے لگا، وہ مٹی کھود کھود کر لاتا اور قبروں پر ڈالتا، پھر وہ پانی لے آیا اور قبروں پر چھڑکاؤ کرنے لگا، اس

Marfat.com

کے بعد اس نے وضو کیا، ہاتھ اٹھائے اور اہل قبرستان کے حق میں دعا کر کے واپس چل دیا میں نے اس تمام عرصے میں نہایت احتیاط سے اس کی حرکات وسکنات کا جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ اس کے ہر کام میں اطمینان کا نور وایمان کی پختگی جلوہ گر ہے میرے دل میں وہ چنگاری جو ایک مدت سے آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی، یکا یک بھڑک اٹھی مجھے یقین ہوگیا کہ یہ بوڑھے کی خوبی نہیں بلکہ اس دین حق کا کمال ہے جس کا یہ بوڑھا پیرو ہے۔ میں نے اسی وقت مسلمان ہونے کا حتمی فیصلہ کرلیا اور ہوٹل میں پہنچ کر اس سے کہا کہ وہ کوئی ایسی مسلمان عورت بلا لائے جو مجھے اسلامی تعلیم دے۔ بوڑھا فی الفور اٹھا اور اپنے ملا کی لڑکی کو بلا لایا اس نے مجھے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا سبق سکھایا۔

''ڈاکٹر صاحب'' لیڈی بارنس نے روح پرور لہجے میں کہا'' اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان ہوں اور وہی عظیم الشان قوت ایمان جس سے بوڑھے کا دل سرشار تھا اپنے سینے میں موجود پاتی ہوں۔''

Marfat.com

سابقہ مذہب عیسائیت **اسلامی نام**: جمیلہ **ملک کا نام**: آسٹریلیا

عیسائیت سے اسلام تک کا میرا سفر

میں ۱۹۴۹ء میں آسٹریلیا میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والدین دہریے تھے اور اعلانیہ خدا کا انکار کرتے تھے، اس لئے میری پرورش اسی ماحول میں ہوئی، میری ایک چھوٹی بہن تھی اور والدین کی پوری کوشش تھی کہ ہم دونوں بہنیں کسی مذہب سے کھلکھیڑ میں پڑے بغیر زندگی گزارتی رہیں، لیکن اس کے برعکس ہوا یوں کہ میں ابھی سیکنڈری اسکول کی طالبہ تھی کہ مذہب میں میری دلچسپی بڑھنے لگی اور خدا کے تصور کے بغیر میں ایک قسم کی الجھن میں اور بے اطمینانی محسوس کرنے لگی اور میرے دل سے یہ صدا بلند ہونے لگی کہ کوئی ایسی اعلیٰ و برتری ہستی ضرور ہونی چاہیئے جو انسانی معیارات سے ماورا منفرد و یکتا ہو۔ جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں قوت فراہم کرے، لیکن حالات اور ماحول کے پس منظر میں میرے دل کی یہ آواز دب کر رہ جاتی۔ تاہم جب بھی میں گردوپیش کا جائزہ لیتی مجھے اپنے والدین کے علاوہ اس معاشرے کا ہر شخص اداسی اور تنہائی کی دھند میں لپٹا ہوا نظر آتا۔ سچی مسرت شاید ہی کہیں نظر آتی تھی۔

چودہ سال کی عمر میں، میں نے ایک ادارے میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی اور فارغ اوقات میں ایک کمرشل و وکیشنل اسکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ عمر کے اس حصے میں، میں بھی سب لوگوں کی طرح آرام و راحت اور تفریح ہی کو مقصد حیات سمجھتی تھی اور انہی مشاغل میں مبتلا ہوگئی جو ہمارے معاشرہ کا طرۂ امتیاز تھے۔ دراصل عیسائی مذہب اپنی قدروں کے اعتبار سے غیر معمولی اور انحطاط میں مبتلا تھا اور مادیت کے مظاہر ہر چہار طرف اس بری طرح چھا گئے تھے کہ کوئی فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ لیکن میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گی کہ اس سب کچھ کے باوجود میں نے ذہن کے دریچے کھلے رکھے اور عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن افسوس کہ یہ مذہب میرے شعور و وجدان کو مطمئن کرنے

Marfat.com

میں قطعی ناکام رہا۔ چونکہ میں نے دہریت وانکار کے ماحول میں پرورش پائی تھی، اس لئے میں ٹھوس عقلی ثبوت چاہتی تھی۔ مجھے پادریوں اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی غیر مستند اور من گھڑت روایات مطمئن نہیں کر رہی تھیں۔

۱۹۶۷ء میں میری عمر اٹھارہ سال تھی جب مشرق وسطیٰ میں جنگ چھڑ گئی اور یہی وقت کا سب سے بڑا موضوع بن گیا۔ قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اس سے متاثر ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ عربوں کی تہذیب و کلچر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور دیکھا جائے کہ ان کے مسائل کیا ہیں؟ یہودیوں سے ان کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے؟ اور ان کے طرز حیات کی کیا کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں؟ چنانچہ میں نے مختلف کتب خانوں سے رابطہ قائم کیا، پہلے عربوں کے بارے میں مطالعہ کیا اور پھر اسی حوالے سے اسلام سے متعارف ہوئی لیکن یہ افسوس ناک امر ہے کہ میں نے جتنی بھی تاریخی کتابوں، ناولوں اور رپورٹوں کا مطالعہ کیا ان سب میں اسلام اور عربوں کے خلاف مصنفین کا تعصب اور عناد چھلک چھلک پڑتا تھا اور میں حیران تھی کہ غیر جانبداری، اعتدال اور انصاف کے ان علمبرداروں کو کیا ہو گیا ہے۔

آخر اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں وی آنا میں ایک مسلم کلچر سوسائٹی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اور یہاں میں نے اسلام کے بارے میں خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اسلام تو محبت اور مساوات کا مذہب ہے اس پر مردم کشی یا دہشت گردی کا الزام اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا کسی خاص قوم یا نسل سے کوئی علاقہ نہیں، بلکہ سراسر بین الاقوامیت کا حامل ہے، مجھے اسلام کے اس پہلو نے بالخصوص بہت متاثر کیا کہ اس مذہب میں رنگ و نسل اور علاقے کی کوئی تفریق نہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص عزت کا حامل ہے۔ جو اس کی الوہیت اور حاکمیت کا زیادہ شعور رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اخوت، باہمی رواداری، محبت، اپنائیت اور ایثار و اخلاص کی جن اعلیٰ قدروں کا امین ہے، عیسائی معاشروں میں وہ ناپید ہے۔ یہاں تو ایک ہی مذہب کے پیروکار گورے اور کالے ایک گرجے میں مل کر عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایک ہی رنگ اور نسل کے امیر عیسائی اور غیر یب عیسائی ایک ہی گرجے کے الگ الگ درجوں میں عبادت کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہ اور اس طرح کی بہت سی خوبیاں تھیں جن سے متاثر ہو کر میں نے بیس سال کی عمر میں یعنی ۱۹۶۹ء میں اس وقت اسلام قبول کر لیا جب وسیع اور ٹھوس مطالعے کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب میں ایک بامقصد اور مفید زندگی گزار سکتی ہوں اور یہ کہ اسلام بیک وقت انسان کو روحانی طور پر بھی آسودگی بخشتا ہے اور ایک حسین امتزاج کے ساتھ اس کے مادی مسائل میں بھی صحت مند رہنمائی عطا کرتا ہے۔ تہذیبی سطح پر اسلام انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں میں انصاف اور صداقت کی بنیاد پر اخلاص اور خدمت کا وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جو خود ان کے لئے بھی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے اور عام انسانوں کے لئے بھی امن اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔

میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام نے میری زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ میں مایوسی، بے سکونی اور احساس تنہائی کی اس غیر معمولی کیفیت سے دوچار تھی جس سے یورپ کا شاید ہی کوئی فرد محفوظ نظر آتا ہو۔ اسلام نے مجھے اس صورت حال سے نجات دلا دی اور اسلام کے حصار میں آ کر میں پہلی بار سچی مسرت اور لازوال سکون سے آشنا ہوئی۔ یوں لگا جیسے صدیوں کی پیاسی روح ٹھنڈے میٹھے چشمے پر پہنچ گئی ہو۔ اس احساس نے مجھے اسلام کا شیدائی بنا دیا اور میں مسلسل محنت سے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور یہ بھی خالص اللہ کی عنایت ہے کہ میری شادی افغانستان کے ایک مسلمان طالب علم سے ہو گئی جو دی آنا میں زیر تعلیم تھا۔ میرے خاوند نے تعلیم مکمل کر لی تو ہم افغانستان آ گئے، اس وقت میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت سے لے کر آج تک میں مسلمان کی حیثیت سے شرح صدر اور کامل اطمینان کے ساتھ اسلامی اصولوں پر کاربند ہوں اور مطمئن ہوں۔

تاہم میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، مسلم اکثریت کے ملکوں میں مقیم ہوں، یا غیر مسلموں کے درمیان زندگی گزار رہے ہوں، ہمیں مسلمانوں کی حیثیت سے اپنے اعمال و کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہیئے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا محاسبہ کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس

Marfat.com

حوالے سے میرا تجزیہ یہ ہے کہ عام مسلم معاشروں میں، خواہ وہ یورپین فکر و تہذیب سے متاثر نہ بھی ہوں، اسلام کا محض ایک رسمی اور سرسری سا تصور کارفرما نظر آتا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھا ہے نہ اس پر عمل کرنے میں وہ سنجیدہ ہیں اور جو کچھ ہے وہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ اسلام ان کے قلب و ذہن میں گہرائی تک نہیں اترا۔

سابقہ مذہب عیسائیت **اسلامی نام** سمیہ **ملک کا نام** یو۔کے

ظلمت سے نور کی طرف میرا سفر

۵ ستمبر کو ٹھیک پانچ بجے شام کو ایک انگریز لڑکی انگریزی لباس میں یو کے اسلامک مشن لندن کے مرکزی دفتر میں داخل ہوئی، اس نے اپنے خاص انداز میں سوال کیا، کیا میں اندر آ سکتی ہوں، اس نے اپنا وقت یاد دلایا کہ میں نے فون پر بات کی تھی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں اسلام کی کشش نے اسے بے چین کر رکھا تھا۔ صدر یو کے اسلامک مشن نے سوال کیا، اسلام قبول کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ یہ سوال سن کر وہ اپنی داستان سنانے کے لئے بے قرار ہوگئی، اپنے جذبات پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا کہ میں شام کے دارالسلطنت دمشق میں نرس تھی، میری سہیلی کا شوہر ایک عرب تھا، دونوں کی ازدواجی زندگی خوشگوار تھی دونوں خوش وخرم زندگی بسر کر رہے تھے، عرب اعلیٰ صفات کا مالک تھا یہ دیکھ کر میں نے عرب سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے اس نے بتلایا کہ میرا مذہب اسلام ہے چنانچہ میرا تجسس اسلام کے بارے میں بڑھتا گیا اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بے چین ہوگئی، اس عرب سے میں نے اسلام کے تعارف کے لئے کتاب مانگی اس نے قرآن کا انگریزی ترجمہ میرے حوالے کر دیا، چنانچہ میں نے قرآن کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا ابھی میں نے سورہ بقرہ کی تکمیل نہیں کی تھی کہ میری فطرت جاگ اٹھی'' اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ میرا مذہب اسلام ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے۔

اس دوران میں بیمار پڑگئی اور مجھے اندیشہ ہو چلا کہ کہیں اپنی جان نہ کھو بیٹھوں۔ اور میری موت کفر کی حالت میں واقع ہو جائے۔ میں برابر اللہ سے دعا کرتی رہی کہ مجھے صحت دے، خدا کا احسان ہے کہ میں صحت یاب ہوئی تو فوراً کسی اسلامی مرکز سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی، چنانچہ میں نے ڈائریکٹری سے یو کے اسلامک مشن کا فون نمبر حاصل کر کے اس بات کا اقرار کیا کہ میں بھی اسلامی جماعت میں داخل ہوگئی

Marfat.com

ہوں، چنانچہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ اور اسلامی نام حمیہ رکھا گیا۔

اس نے کہا مجھے مسلمانوں کی جماعت دیکھ کر سکون ہوا جب وہ گھر جانے لگی تو مشن سے ایک رفیق نے مولانا مودودیؒ کی کتاب پردہ (انگریزی میں) اس کے حوالے کردی وہ رات بھر پڑھتی رہی، کتاب پڑھنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ مجھے اسلامی پردہ اختیار کرنا ضروری ہے چونکہ وہ نرس تھی اس لئے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اسلامی طریقے سے زندگی بسر کرنے کو ترجیح دوں گی اور کسی قسم کی مداہنت ومصالحت کو گوارہ نہیں کروں گی اس نے اپنی ملازمت ترک کردی۔

اس نے چاہا کہ اپنی تبدیلیٔ مذہب کی اطلاع والدین کو دیدے، پہلے اس نے ماں سے رابطہ قائم کیا، یہ سوچ کر کہ ماں تو نرم دل ہے، باپ مذہبی انسان ہے اس لئے اگر اسے خبر ہوجائے تو مشکلات پیدا کرنا شروع نہ کردے قبل اس کے کہ وہ ماں کو اسلام قبول کرنے کی خبر دے اس نے ماں سے پوچھا کہ کیا آپ کے لئے خوشی کی بات نہیں کہ میں نے شراب پینا ترک کردیا ہے، ماں نے جواب دیا بڑی اچھی بات ہے، لڑکی نے کہا عنقریب سگریٹ نوشی بھی ترک کردوں گی، ماں نے جواب دیا یہ بھی اچھی چیز ہے، پھر اس ہوشمند لڑکی نے اپنی ماں سے کہا اب میں شادی کرکے زندگی بسر کروں گی، اور اس زندگی کو ترک کردوں گی جس میں انسان مکمل آزاد ہوتا ہے، ماں اس پر خاموش رہی اور حیرت زدہ ہوکر بولی ایسا کیوں اس نے جواب دیا، میں نے اسلام قبول کرلیا۔

اس سے قبل مزید کچھ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے محمد یوسف اور عائشہ یہ دونوں اسپین کے باشندے ہیں ان دونوں کی ترجمانی کے لئے ایک اسپینش یو کے اسلامک مشن لندن سے ساتھ آیا، ترجمانی کے فرائض انجام دینے کے بعد وہ خود بھی مسلمان ہوگیا اور اس کا نام محمد طارق رکھا گیا۔ پھر دو دن کے بعد دو انگریز مرد اور عورت مشن میں کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے جن کا نام محمد سلیم اور سعدیہ ہے۔

کون مسلمان ان بدلتے ہوئے حالات پر اپنی دلی مسرت کا اظہار نہیں کرے گا، خصوصاً یورپ میں اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کو تو ایک نیک فال سمجھا جائے گا کہ مستقبل میں ضرور کوئی تبدیلی واقع ہونے والی ہے لیکن کیا ''مسلمان'' بھی سوچ رہے ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کریں؟

اسلامی نام اسماء **ملک کا نام** سویڈن

اسلام کے قانونِ حجاب نے مجھے اپنی طرف کھینچا

سویڈن کے معاشرے کو مسلمان بنانے بالخصوص خواتین کو دینِ فطرت کے قریب لانے میں وہاں جو خواتین سرگرم کردار ادا کر رہی ہیں ان میں معروف سویڈش و مسلم محترمہ اسماء بھی شامل ہیں۔ وہ اپنے قبولِ اسلام کے حوالے سے بتاتی ہیں:

''اسلام کی جس نمایاں ترین خوبی نے مجھے اس کی طرف کھینچا، وہ اس کا قانون حجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مودودیؒ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، حجاب کے بارے میں انہوں نے اسلامی تعلیمات کو بڑے مؤثر انداز میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن مسلمان خواتین کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اتنا اچھا نظامِ زندگی رکھتے ہوئے بھی خود کو اس کی رحمتوں سے دور کئے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں کی جس طرح کی سوسائٹی چاہتا ہے، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی سوسائٹی کہیں بھی نہیں ہے۔ مسلمان ممالک بھی ایسی مثالی سوسائٹی پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو مسلسل خسارہ ہو رہا ہے اور اس کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اسلام کے دامنِ رحمت میں نہیں آ رہے ہیں۔''

محترمہ اسماء نے اس ضمن میں اپنی مثال پیش کرتے ہوئے کہا ''میں مسلمانوں کی حالت دیکھتے ہوئے شاید کبھی بھی راہِ ہدایت نہ پا سکتی تھی لیکن میری خوش بختی ہے کہ تقابلِ ادیان کے لئے میرا مطالعہ میرے لئے باعثِ رحمت بن گیا۔ اس مطالعے کے دوران میں میں نے اسلام کے قانونِ حجاب کا بغور مطالعہ کیا جس سے میرے اندر قبولِ اسلام کی خواہش پیدا ہوئی۔''

محترمہ اسماء پھر اپنے سابقہ موضوع کی طرف پلٹیں اور کہنے لگیں ''ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے معاملات بہتر بنائیں، کرپشن اور بددیانتی کے جو بدترین مظاہر مسلمانوں کے درمیان پائے جاتے ہیں وہ قطعی ناقابلِ برداشت ہیں ان کے مکمل

انسداد کی ضرورت ہے۔ اسلام کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ اس طرح کی بددیانتی ذرا بھی اچھی نہیں لگتی۔ معاملات میں کمزوری تباہ کن ہے، یہ کمزوری آگے چل کر بڑی تباہی کا سبب بن سکتی ہے، قرآن میں اسی جانب متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ:

''اے اہل ایمان تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

محترمہ اسماء نے علماء کرام، ماہرین تعلیم اور خواتین کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ نسل نو کی بہتر تربیت کا اہتمام کریں، آخر بچوں کو ناقص تعلیم کے ساتھ ہم اپنے مستقبل کی درخشندگی کا خواب لے کر کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔ خواتین کو چاہیئے کہ وہ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ اور دور حاضر کی عظیم خاتون زینب الغزالی کا کردار اپنائیں۔''

محترمہ اسماء ۱۹۹۲ء میں پاکستان بھی تشریف لائی تھیں ہمیں خود بھی ان کی گفتگو سننے کا موقع ملا ہے ان کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا ایک لگن اور تڑپ ہے جو انہیں اشاعت دین کے لئے ہمہ وقت سرگرم کئے ہوئے ہے۔ فروری ۱۹۹۲ء میں لاہور میں ایک اجتماع سے، جس میں خواتین اور مرد دونوں شریک تھے، انہوں نے خطاب کرتے ہوئے مسلمان قائدین پر زور دیا ہے کہ دوسرے نظریات کے مقابلے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر فروغ پذیر نیشنلزم کا بھی خاتمہ کریں، انہوں نے کہا ''یہ عجیب بات ہے کہ یورپ کے اندر ''نیشنل اسٹیٹ'' کا تصور اپنی موت آپ مر رہا ہے اور ہمارے ہاں (مسلمانوں کے اندر) اسے فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ خود انحصاری کریں، مغرب پر اقتصادی انحصار ختم کریں کیونکہ ہماری موجودہ اقتصادی پسماندگی کا اہم اور بنیادی سبب مغرب پر کیا جانے والا یہی اقتصادی انحصار ہے۔ دوسرے کا سہارا لینے والے شدائد حیات میں کبھی ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔'' (بحوالہ ایشیا لاہور)

سابقہ نام : ہیرین **سابقہ مذہب** : عیسائیت

اسلامی نام : فاطمہ گرم **ملک کا نام** : جرمنی

فاطمہ گرم (جرمنی)

میرے والد *Adolf Woulf* انہوں نے وولف کی اسپیلنگ پر زور دیتے ہوئے کہا اور والدہ نے چرچ چھوڑ دیا تھا اور وہ لوگ حقیقت (راہ حق) کی تلاش میں تھے لیکن بعد میں وہ اس معاملے میں بہت حساس نہیں رہے کہ بس ایسے ہی ٹھیک ہے، لیکن جب میں نے ذرا سا ہوش سنبھالا تو مجھے اسی وقت سے ایک بے چینی اور اضطراب سا محسوس ہوتا تھا۔ میں اپنی والدہ سے سوالات کرتی رہتی تھی، میری ماں تنگ آ کر مجھ سے کہتیں، اسی دنیا پر قناعت کرو، تمہیں اس بات سے کیا پہلے کیا تھا اور آئندہ کیا ہوگا؟ جو کچھ ہے اسے انجوائے کرو، تم زیادہ حریص ہو اس لئے مضطرب ہو۔

میرا نام اس زمانے میں ''ہیرین'' ہوتا تھا۔ فاطمہ ذرا سی دیر خاموش ہوئیں تو ہم نے فوراً دوسرا سوال کیا۔

آپ اسلام کیسے لائیں، ہمارا مطلب ہے کوئی خاص واقعہ یا بات تھی جس سے آپ متاثر ہوئیں یا باقاعدہ ایک طویل مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں.....؟

فاطمہ: میں باقاعدہ مطالعہ کرتی تھی، جب میں نے عیسائیت کا تفصیلی مطالعہ کیا تو میں ''لادین'' ہو چکی تھی۔ مجھے یہ سب بڑا عجیب لگتا تھا کہ ''خدا کا بیٹا ہے اور عورت تو سدا کی مجرم ہے کہ اس نے آدم کو کھانے کے لئے سیب دیا تھا۔ عورت کو وہ لوگ بہت زیادہ برا کہتے ہیں مجھے یہ بات بالکل اچھی نہیں لگتی تھی اور یہ بات تو اور بھی زیادہ بری لگتی تھی کہ اللہ نے اپنے بیٹے کو پھانسی پر کیوں چڑھا دیا۔ بچا کیوں نہ لیا؟

اور یہ کہ پوپ کے سامنے اقرار کیا جائے *Ridiculus* کتنی مضحکہ خیز چیز ہے یہ مجھے سخت بری لگی، ایک انسان بالکل ہمارے جیسا انسان ہوتے ہوئے ہمارے گناہوں کو کیسے معاف کر سکتا ہے؟ اس کے بعد پھر میں نے اسلام کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

Marfat.com

اسلام سے سب سے پہلے کس طرح واقف ہوئیں؟

میں نے معروف اسکالر محمد اسد کی کتاب Road To Makkah پڑھی۔ اس کا میں نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے، میں اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی۔ پھر Towards Understanding Islam مولانا مودودی صاحب کی کتاب کا مطالعہ کیا اور تب جا کر پہلی مرتبہ میں حقیقت سے آشنا ہوئی۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ غلط ہے یہ صحیح ہے، اسلام مرا وہ نہیں کرتا۔

اچھا جب آپ پر اس کی حقیقت کا انکشاف ہوا تو آپ کی کیا کیفیت تھی۔ کیا آپ فوراً ہی تبدیلی مذہب کے لئے تیار ہوگئی تھیں؟ ہمارا مطلب ہے کہ لادینیت سے تائب ہو کر اسلام لانے کے لئے تیار ہوگئی تھیں؟

ہاں فوراً تیار ہوگئی تھی۔ حالانکہ خدشے بہت زیادہ تھے کہ مجھے بہت زیادہ سوشل پریشرز کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ ہمارے ہاں یورپ میں اسلام کے بارے میں لوگوں کا ایک عام تاثر یہ ہے کہ اس مذہب کے ماننے والوں میں غربت بہت زیادہ ہے اور یہ کہ یہ مذہب تو اس قسم کا ہے کہ اس میں بیک ورڈنس (رجعت پذیری) زیادہ ہے۔ یہ ساری باتیں تھیں لیکن اسلام کی حقانیت نے مجھے اس درجہ متاثر کیا کہ میں فوراً مسلمان ہوگئی۔

یہ اب سے ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پاکستان آ گئی تھی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے خوش مزاجی سے کہا۔ میں یہاں آئی تھی تو میں صحیح معنوں میں ''مسلم بے بی'' تھی کچھ پڑھ تو ضرور لیا تھا مگر نہ نماز سے واقف تھی نہ روزے سے۔ سب بعد میں سیکھا، پاکستان میں کوئی تین سال رہی۔ یہاں میں نے نقاب والا پردہ بھی کیا (۵۲ سالہ فاطمہ اب چہرہ پر نقاب نہیں کرتیں) لیکن یہاں کی گرمی کے سبب ہم مجبوراً یہاں مستقل قیام نہیں کر سکے اور واپس چلے گئے۔

آپ کو اسلام کی کس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

میں نے بہت ساری چیزیں پڑھی ہیں، باقاعدہ عربی زبان بھی سیکھی ہے، سب سے پہلے تو روڈ مکہ پھر امیر علی کی کتابیں پڑھیں۔ ان کا ترجمہ بھی کیا ہے، انہوں نے میرے دل کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ پھر مولانا عبدالماجد دریابادی نے بہت متاثر کیا۔

Marfat.com

مولانا مودودی کی دینیات بہت اچھی لگی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ

''دنیا کی تمام چیزیں پیدائشی مسلمان ہیں صرف انسان کو یہ چوائس ملی ہے کہ وہ خود مسلمان بنے۔''

مجھے سید قطب شہید کی کتاب *Islam The Rilugion Of Faure* نے بھی بہت متاثر کیا اور اس کا بھی میں نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا، اس طرح میں اب تک محمد اسد، مولانا مودودی، سید قطب، مولانا عبدالماجد دریابادی، اور سید امیر علی کی منتخب کتابوں کو جرمن زبان میں منتقل کر چکی ہوں۔

آپ کے خیال میں مغرب کو اسلام کی کیا چیز سب سے زیادہ متاثر کر سکتی ہے؟

مغرب کو اسلام سے سب زیادہ یہی چیز متاثر کر سکتی ہے کہ ہم فی الواقع ویسا ہی بنیں جیسا کہ اسلام ہے۔

انتہائی مختصر اور سادہ سے اس جملے میں مضمون کا ایک جہاں آباد تھا۔ ہم چند لمحے خاموش رہے، گفتگو پھر ذاتی زندگی کی جانب مڑ گئی، فاطمہ نے بتایا ان کے دوسرے شوہر کا نام کریم ہے، چار بچے ہیں بحمد للہ جو سب مسلمان ہیں۔ فاطمہ گرم نے پاکستان کے حوالے سے کہا ''مجھے پاکستانی طالبات بہت اچھی نہیں لگتیں'' کیوں؟'' ہر وقت خود کو خوبصورت بنانے میں لگی رہتی ہیں خوبصورت شوہر تلاش کرنا اور اسی موضوع پر اول تا آخر گفتگو کرتے رہنا ان کا سب سے اہم اور دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے۔'' ہم شرمندہ ہوئے اور بمشکل صرف اتنا کہا'' ہاں سب ایسی نہیں ہوتیں'' ہاں سب ایسی نہیں ہوتیں مگر اکثریت انہوں نے انگلی اٹھائی۔ ہم نے اثبات میں گردن ہلا دی، تب فاطمہ یک بیک پھر سنجیدہ ہو گئیں، اور طالبات سے کہا!

اپنے حلقہ احباب میں سے لڑکیاں چن لیجئے، ان کا اعتماد حاصل کیجئے، ان کے آگے دین کی دعوت مؤثر طریقے سے پیش کیجئے، حسن اخلاق بہت ضروری ہے، نماز کی پابندی کیجئے، قرآن حکیم سے اپنا تعلق بڑھائیے اور اس کی روشنی میں غور کرتے رہئے کہ ہم کس طرح لوگوں کو پھر سے دین کے قریب سے قریب تر کر سکتے ہیں۔ محض نماز ادا کر لینے سے مسلمان ہونے کا حق ادا نہیں ہو جاتا۔

Marfat.com

(۲)

یہ مضمون محترمہ فاطمہ ہیرین نے ''چراغ راہ'' کے لئے خود قلم بند کیا جو اکتوبر ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اردو میں اس کا ترجمہ احمد انس صاحب نے کیا تھا۔

جب ۱۹۴۵ء میں جرمنی میں جنگ ختم ہوئی تو میری عمر صرف گیارہ سال تھی اور میں ایک اسکول میں پڑھ رہی تھی۔ میرے والد ایک جرنیل تھے اس لئے یہ بالکل فطری بات تھی کہ میرے والدین نے ہم سب بھائی بہنوں (۲ بھائی ۲ بہنوں) کی تربیت قومی اشتمالی نصب العین کے مطابق کی۔ خدا کے وجود کے بارے میں ہم کچھ مبہم اور غیر واضح تصور تو رکھتے تھے لیکن ہمارے لئے اس کی حیثیت ایک ایسی ہستی تھی جو نا قابل تصور حد تک ہم سے دور ہو اور جو اتنی عظیم ہو کہ اسے لوگوں کے روزمرہ کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ ایک ایسی ہستی جس نے لاکھوں سال گزرے قوانین قدرت بنائے اور پھر یہ قوانین محض اتفاقی اور حادثاتی طور پر انسان کو وجود میں لائے۔ ہم یہ یقین رکھتے تھے کہ قوانین قدرت کے ذریعے پودوں سے جانور بنے ہیں اور جانوروں سے جن کی اعلیٰ ترین شکل بندر ہے، انسان ظہور پذیر ہوئے جو ابتدا میں پتھر کے دور کی مخلوق تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے فہم و شعور حاصل کرلیا۔ سوچنے سمجھنے والے ذہن پیدا ہوئے اور اس طرح انسان نے اس باشعور انسانی نسل کی شکل اختیار کی جس سے وہ تاریخ انسانی کی کتب کے باب اول کی حیثیت سے واقف ہیں۔ ہمیں یہ سکھایا گیا تھا کہ ہم صرف اس بات کو سچی اور مبنی پر حقیقت سمجھیں جسے ہم اپنی آنکھ سے دیکھ سکیں یا ہاتھ سے محسوس کرسکیں یا کان سے سن سکیں۔ اسی لئے چونکہ ہم زیادہ سے زیادہ یہی دیکھ سکتے تھے کہ موت کے بعد انسان، جانوروں، پودوں کی طرح جزو زمین بن جاتا ہے اس لئے یہ بالکل واضح بات تھی کہ زندگی کے بعد موت اور یوم حشر کے بارے میں کہانیاں ان لوگوں کی اپنی خوش خیالی کی ایجاد ہیں جو انسان کے اس دنیاوی زندگی کے علاوہ بھی کچھ پانے کی خواہش کو تسکین دے کر یا کمزور لوگوں کو ہمیشہ کی آتش جہنم کے ڈراوا دے کر دراصل خود طاقت و قوت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ہمارا اگر کسی

Marfat.com

مذہب سے واسطہ تھا تو وہ عیسائیت تھی، اور اس کی تصویر ہمارے سامنے ایک پیش کی جاتی تھی کہ جیسے یہ عامۃ الناس کی افیون ہے اور یہ ان لوگوں کے اعتقادات ہیں جنہیں سوائے موت کے کوئی اور خوف نہیں جو نہ خود سوچتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس بھیڑوں کے گلے کی طرح چلتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہر آدمی خود اپنے ہی سامنے جواب دہ ہے اور وہ اپنے ساتھ جو کچھ کرنا چاہے اس کے لئے کلیۃً آزاد ہے جب تک کہ وہ بظاہر دوسروں کے لئے نقصان کا باعث نہ ہو اور یہ کہ صرف ہمارا اپنا ضمیر ہی ہمارا رہبر ہے۔ قومیت کا وہ تصور جس کا پرچار جنگ کے درمیان اور اس سے قبل کیا جاتا تھا جرمن قوم کو سخت ترین جدوجہد پر ابھارنے کے لئے سب سے مؤثر حربہ ثابت ہوا۔ ہماری بڑی سے بڑی اخلاقی اور روحانی خواہش بس یہ تھی کہ ہم اپنے مادر وطن کے لئے اعلیٰ کارنامے سرانجام دیں، اپنی قوم کی خاطر جانیں قربان کریں اور جرمنی کی عظمت و شان کے لئے کام کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جب جنگ ختم ہوئی تو صرف ملک کی عمارات و مکانات ہی زمین سے نہیں آ لگے تھے بلکہ اس سے وابستہ عظمت کی شاندار روایات اور اس کی خاطر بلند و بالا نصب العین سب ہی پارہ پارہ ہو گئے تھے۔ جو لوگ کسی طرح زندہ بچ سکے ان کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ جو کچھ اب کیا جا سکتا ہے اس سے چمٹے رہیں یعنی کھنڈرات پر ایک نئی عمارت کی تعمیر، اپنے سر چھپانے کے لئے جگہ کی فراہمی، اپنی تکلیف دہ بھوک کی تسکین، جسم کے لئے چیتھڑوں سے زیادہ بھی کچھ حاصل کرنا اور کیونکہ جرمن ایک ایسی قوم ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی مقصد ہو تو پھر وہ وقت ضائع نہیں کیا کرتے، اس لئے انہوں نے یہ معاشی معجزہ بہت اچھی طرح اور حیرت انگیز طور پر بہت کم وقت میں کر دکھایا۔

ضروری ہے کہ میں اس ملک کا پس منظر جس سے میرا تعلق ہے بیان کر دوں، بہت سے لوگ روایتی قسم کی عیش پسندانہ زندگی پر مطمئن ہیں اور میں جانتی ہوں کہ میرا خاندان اس زندگی پر بالکل مطمئن ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو عیسائی اعتقادات میں ذہنی سکون پاتے ہیں، لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جیسے کہ میں خود بھی جو صرف اپنے آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ ایسے معاشرے میں مطمئن و مسرور ہیں۔ چنانچہ جب وہ ناچ

Marfat.com

رنگ، عشق معاشقہ اور مے نوشی سے بھرپور ایک رنگین رات گزارنے کے بعد جاگتے ہیں تو ان کے دلوں میں ایک ایسا خلا ہوتا ہے جو بہر حال اگلی رات میں پہلے سے زیادہ تاج رنگ اور عشق و معاشقہ اور مے نوشی سے پُر نہیں ہو سکتا۔ مجھے معلوم تھا کہ زندگی کو خوش باشی کے اس انداز سے گزارنے میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر رہی ہوں لیکن پھر بھی میرا ضمیر مطمئن نہیں تھا۔ معلوم نہیں کس طرح، مگر مجھے یہ احساس تھا کہ اپنی زندگی کو محض میرا ضمیر اور ایک انسانیت نواز معاشرے کے اصول کافی رہنمائی نہیں دے سکتے۔ روزمرہ کی ساری خوشیاں مثلاً ایک حسین چمکیلا دن، پُر مسرت تعطیل، لذیذ کھانے، کسی صاف شفاف نیلی جھیل میں فرحت افزا غسل، کسی چاہنے والے کا محبت بھرا خط، جن کے لئے میں کام کرتی ان کی جانب سے تحسین و تعریف کا اظہار حاصل کرنے کے بعد بھی مجھے کوئی حقیقی مسرت نہیں ملتی تھی۔ جب تک کہ میں کسی کی بھلائی نہ کر لیتی یا کم از کم اس خدا کا شکر ادا نہ کر لیتی جس کے کرم سے مجھے سب کچھ حاصل ہو رہا تھا۔ مجھے ڈائری لکھنے کی عادت تھی چنانچہ ایک روز میں نے بے خیالی میں یہ لکھ دیا:

''آج تو بڑا ہی حسین اور شاداب دن تھا۔ اے میرے خدا تیرا بہت شکریہ'' یہ تحریر پڑھ کر میں بہت حیران ہوئی اور شرمندہ تھی، لیکن میرے ضمیر نے آواز دی کہ پریشان کیوں ہوتی ہو خدا تو تمہارے وجود میں ہر وقت موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تم اسے پہچاننے کی کوشش نہیں کرتی۔ اس کے ساتھ ہی میرے دل سے یہ آواز بھی ابھری کہ خدا کو تو حیّ و قیوم اور سمیع و بصیر ہونا چاہیئے وہ خدا ہی کیسا جو محض قوانین قدرت سے سروکار رکھے اور مخلوقات کے معاملے سے بے نیاز رہے۔

عیسائیت سے مایوسی:

اس وقت میرے سامنے جو راستہ تھا وہ صرف عیسائیت کا تھا، میں نے ایک پادری سے سبق لئے، کتابیں پڑھیں، اور چرچ کی عبادات میں شرکت کی، لیکن میں خدا سے قریب نہ ہو سکی۔ میرے پادری نے مجھے مشورہ دیا کہ میں عیسائیت کی راہ پر آگے بڑھوں، اعترافِ گناہ کروں، اور ہولی کمیونین کی رسم ادا کروں جب میں اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گی تو ضرور خدا کی طرف جانے والا راستہ پالوں گی میں نے اس کے

Marfat.com

مشورہ پر عمل کیا لیکن ذہنی سکون سے پھر بھی محروم رہی حقیقت یہ ہے کہ بیٹے اور روح القدس سے گذر کر خدا تک جانے والا راستہ بہت ہی طویل تھا اور گناہ اول کا بار نا قابل برداشت تھا۔

میں سمجھتی ہوں کہ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ مایوس کیا وہ یہ تھی کہ ہمیں اپنی سوسائٹی میں رہنے کے لئے اپنے اعتقادات سے قدم قدم پر مصالحت کرنی پڑتی ہے۔ چرچ اپنے اختیارات کو برقرار رکھنے کی خاطر اور سوسائٹی میں اپنی بقاء کے لئے از خود مصالحت کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتا ہے۔ اس کے لئے صرف ایک مثالی ہی کافی ہوگی۔ چرچ کہتا ہے کہ خدا کے نام پر باقاعدہ نکاح کے بعد ہی جنسی تعلقات قائم کئے جانے چاہئیں، لیکن آج مغرب میں صورت حال یہ ہے کہ شاید ہی کوئی مرد اور صرف چند عورتیں ہی اس اصول کو مانتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی پادری بس ایک یا دو دعائیں پڑھ کر گناہ کے اعتراف کرنے والے کو بخشش کا یقین دلا دیتا ہے۔ میں کسی ایسے چرچ کو قبول کرنے کے لئے کسی طرح بھی تیار نہیں ہو سکتی جو اتنے اہم معاملات میں مصالحت کے لئے تیار ہو۔ میں اپنی زندگی کی رہبری کے لئے کسی ایسی ہدایت کی متلاشی تھی جو فی الحقیقت کامل اور مکمل ہو۔ ان شکوک وشبہات کی بناء پر میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں چرچ میں گھٹنے ٹیک کر عبادت کر رہی ہوتی تب بھی اپنے آپ کو خدا کے واقعی قریب محسوس نہ کرتی تھی۔

عیسائیت سے ہٹ کر دوسرے مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کا مجھے کبھی خیال تک نہ آیا۔ کیونکہ عیسائیت کا مذہبی تولہ ان مذاہب کو اس طرح بدنام کرتا کہ لوگ ان کے پیروکاروں کو ''بدقسمت کافر'' سمجھتے ہیں اور بھلا اس روشن خیال سوسائٹی میں کون یہ چاہے گا کہ پس ماندہ اور ''بدقسمت'' افراد کی برادری سے تعلق پیدا کرے۔

اسلام سے پہلی شناسائی:

میری عمر ۲۳ سال کی تھی جب میں پہلی دفعہ اس شخص سے ملی (یعنی ڈاکٹر عمر عبدالعزیز سے) جسے دو سال بعد میرا شوہر ہونا تھا، وہ دیکھنے میں کسی بھی دوسرے جرمن باشندے کی طرح تھا اور جب اس نے مجھے یہ بتایا کہ وہ ۷ سال قبل مشرف بہ اسلام ہو چکا

ہے تو میں سخت متعجب ہوئی میں یہ جاننے کے لئے بے تاب تھی کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی نے جس نے پی ایچ ڈی بھی کر لی تھی، یہ فیصلہ کیونکر کیا؟

اس نے مجھے بتایا کہ اللہ صرف مسلمانوں کا ''خدا'' نہیں بلکہ خدا کے لئے عربی زبان کا لفظ ہے۔ مسلمان خدائے تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح پرستش نہیں کرتے جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ کی کرتے ہیں۔ اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ ایک اور صرف ایک خدا..... اللہ..... کی کامل اطاعت کی جائے اس نے مجھے بتایا کہ اسلامی عقائد کی رو سے سب انسان چرند پرند اور پودے اور کائنات کی ہر شے ''مسلم'' ہیں کیونکہ انہیں بہر حال خدا کے قانون کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے ورنہ وہ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں گے۔ وہ جانور جو خدا کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق خوراک نہیں کھاتا ہے، آخر کار موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔ وہ پھول جو رات کو اپنی پنکھڑیاں سمیٹنے کی فطری خواہش کو پورا نہیں کرتا مرجھائے جائے گا۔ اس نے مجھ کو بتایا کہ یہ صرف انسان ہی ہے جسے جسمانی امور میں مجبوراً تابع ہونے کے ساتھ ساتھ اس آزادی و خود مختاری سے بھی سرفراز کیا گیا ہے کہ وہ یہ طے کرے کہ وہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اپنی زندگی کی تشکیل ایک ''مسلم'' کی طرح کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ یہ فیصلہ کرے اور پھر اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرے تو وہ خدا اور خدا کی ساری مخلوقات سے ہم آہنگ ہوگا۔ اس دنیا میں اسے ذہنی سکون حاصل ہوگا اور بعد آنے والی زندگی میں رحمت و برکت اس کا مقدر ہوگی۔ لیکن اگر وہ خدا کے قوانین سے بغاوت و سرکشی کی روش اختیار کرے گا خدا کے وہ قوانین جو بڑے ہی حسین انداز سے اور بہت ہی وضاحت کے ساتھ قرآن پاک کے ذریعے ہم کو بتائے گئے ہیں، تو اس زندگی میں بھی اور بعد کی زندگی میں بھی ناکامی اس کے لئے مقدر ہے۔

مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے جو پہلی دفعہ وجود میں آیا ہے بلکہ یہ تو چودہ سو سال پہلے وجود میں آیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک وحی الٰہی کے اس سلسلے کی جس میں تورات اور انجیل خاص اہمیت کی مالک ہیں، سب سے آخری سب سے صحیح اور بالکل غیر محرف کڑی ہے۔ اس طرح ڈاکٹر عبدالعزیز نے میرے لئے ایک نئی دنیا کے دروازے کھول دیئے۔ ان کی رہبری میں میں نے اسلام کے متعلق وہ کتابیں

Marfat.com

پڑھنا شروع کیں جو جرمن زبان میں موجود تھیں اور جو عیسائی نقطہ نظر سے نہیں لکھی گئی تھیں۔ محمد اسد کی ''اے روڈ ٹو مکہ'' میرے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔

دولت ایمان:

شادی کے چند ماہ بعد جب میں نے ۱۹۶۰ء میں اسلام قبول کیا تو میں روزے رکھ چکی تھی، عربی میں نماز پڑھنا سیکھ چکی تھی اور میں نے قرآن پاک کا مطالعہ بھی کر لیا تھا۔ یہ سب میں نے اس لئے کیا تا کہ مجھے اطمینان ہو سکے میں اپنے اسلامی فرائض کو بخوبی ادا کر سکوں گی۔ قرآن کی حکمت و دانش نے میرے اندر عقیدت و محبت کے جذبات جگائے لیکن سب سے عظیم مسرت مجھے نماز کے ذریعے ہی حاصل ہوئی۔ جب میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور عاجزی سے جھکی یا کھڑی ہوتی تھی تو مجھے خدا کے اپنے ساتھ ہونے کا اتنا قوی احساس ہوتا تھا کہ ہرگز کوئی شک نہیں گزرتا تھا کہ میں نے بالکل صحیح اور سچی راہ اختیار کر لی ہے۔

میں اور میرے شوہر اس بارے میں متفق تھے کہ ایک مغربی ملک میں مسلمان کی حیثیت سے رہنے میں طرح طرح کی مصالحتوں کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اسلام پر صحیح معنوں میں عمل صرف ایک مسلمان معاشرہ ہی میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام عام مفہوم میں مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کے لئے ایک مکمل نظام ہدایت ہے چونکہ ہم دونوں نے اس طریق زندگی کو از خود ہی اختیار کیا تھا، اس لئے ہم کسی نامکمل کچے پکے اسلام پر قانع ہونا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ جب ایک طویل مدت تک تلاش کے بعد موقع ملا اور ہمارے پاس سفر کے لئے رقم ہوئی تو ۱۹۶۳ء میں ہم پاکستان ہجرت کر کے آ گئے۔

پاکستان آ کر ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی فی الواقع اپنے ایمان کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہو تو ایک نو مسلم کو کس طرح اپنی پوری زندگی میں یک سر انقلاب لانا ہوتا ہے۔

میں نے پانچوں وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرنا شروع کر دی۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ نماز کوئی ایسی چیز نہیں کہ جب مناسب اور آسانی ہو تو پڑھ لی جائے بلکہ ایسا معمول ہے جس کے گرد سارے دن کی مصروفیات گھومتی ہیں۔ میں نے پردہ شروع

Marfat.com

کر دیا، میں نے یہ بھی سیکھا کہ جب میرا شوہر اپنے دینی بھائیوں سے پر جوش گفتگو میں مصروف ہوتو میں چائے بناؤں اور بغیر یہ جانے ہوئے کہ کس کے لئے بنائی ہے، دروازے پر پردے کے پیچھے سے حوالے کر دوں اور اس پر خوش اور مطمئن رہوں۔ میں نے معمولاً تمام وقت گھر پر ہی گزارنا شروع کر دیا اور بجائے بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کے انگریزی میں اسلام کے بارے میں کتابیں لکھنا شروع کیں۔ میں روزہ رکھتی اور اس کی عادی ہوگئی کہ سخت بھوک اور پیاس کے باوجود بھی بغیر چکھے کھانا پکاؤں۔ حدیث و سنت کی کتابیں پڑھ کر میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا سیکھا، وہ میرے لئے جیتے جاگتے متعین انسانی کردار تھے۔ محض قابل تعریف تاریخی شخصیات نہیں! اپنی زندگی میں انہوں نے خوش اخلاقی، بہادری، شجاعت، قربانی اور تقویٰ کے جو نمونے پیش کئے ان کی حیثیت روشنی کے میناروں کی تھی جن کی رہنمائی میں سفر حیات کی منزلیں طے کی جاسکتی ہیں۔ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟ اس بارے میں شبہات جیسے یک لخت ختم ہو گئے اب مجھے محض اپنے ضمیر پر بھروسہ نہ کرنا تھا جو پہلے ہی بزرگوں اور دانش مندوں میں ایک مشتبہ رہبر ہے۔ اب مجھے بالکل وضاحت سے معلوم تھا کہ اچھا بننے کے لئے اور اس دنیا میں مطمئن رہنے کے لئے اپنی زندگی کس طرز پر ڈھالنا چاہیئے اور اس دنیا کا طرز عمل ہی وہ بنیاد ہے جس پر یہ طے ہوگا کہ بعد کی زندگی میں ہمارا کیا انجام ہوتا ہے؟

معترضین سے دو دو باتیں:

اسلام کے دشمن قرآن کے احکامات کے خلاف جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کبھی تعصب سے خالی ہو کر کسی معاشرے میں رہے ہی نہیں۔ ان کا تعصب ان کو ان فوائد کا اندازہ ہی نہیں کرنے دیتا جو مسلمانوں کو حرام و حلال کے واضح اور خیر و شر کے الٰہی تصورات کے علم سے حاصل ہیں اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا ایک سے زیادہ شادیاں کرنا بُرا فعل ہے تو وہ ذرا یہ تو بتائیں کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کے علاوہ چھپا کر داشتائیں رکھے اور یہ ایک ایسا فعل ہے جو اسلامی ممالک کی کثیر الازدواجی کے مقابلہ میں مغربی ممالک میں کہیں زیادہ عام ہے، تو یہ افراد متعلقہ کے لئے کس طرح

مفید ہوتا ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ شراب پینے میں کوئی نقصان نہیں تو سے نوشی کی عادت نے مغرب میں جو تباہی پھیلائی ہے اس کی وجہ تو بتائیں؟ وہ کہتے ہیں روز سے قوم کی قوت اور صحت کو کمزور کرتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ یہ عزم مسلمانوں کے ان شاندار کارناموں پر نظر ڈالیں جو ماہ رمضان کے مقدس ماحول میں انہوں نے سرانجام دیئے اور ذرا ان یادداشتوں کا مطالعہ کریں جو موجودہ مسلمان ڈاکٹروں نے اپنے روزہ دار مریضوں کے بارے میں اپنے تجربات کے بعد تحریر کئے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں صنفوں کی آزادی ضروری امر ہے تو ذرا کسی مسلم ملک کے نوجوان کا کسی مغربی ممالک کے نوجوان سے موازنہ کریں، مسلمانوں میں نکاح سے قبل کسی لڑکے اور لڑکی میں تعلقات کا ہونا ایک شاذ امر ہے اور مغربی ممالک میں ایسی شادی جس میں لڑکا لڑکی اس وقت تک باعصمت رہیں اس سے بھی زیادہ شاذ ہے۔ اگر ان کی رائے یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز اور روزہ بھی ایسی جو مسلمانوں کی اکثریت کے فہم سے بالا ہو، وقت اور قوت کا ضیاع ہے تو وہ مغرب میں کسی ایسی رسم یا طریقہ کا پتہ تو بتائیں جو مسلمانوں کی اس نماز سے زیادہ افراد کو مضبوطی سے متحد کرنے والا ہو اور جسم و روح دونوں کے لئے بہتری کا باعث ہو۔ وہ یہی ثابت کردیں کہ مغربی افراد اپنے فارغ اوقات میں اس سے زیادہ مفید کام کرتے ہیں جو ایک مسلمان کرتا ہے جب کہ وہ دن بھر میں ایک گھنٹہ اپنی نماز کے لئے نکالتا ہے۔

اگر ہر مسلمان اچھا مسلمان نہ بھی ہو تو بھی ایسے بہت سے مرد اور عورتیں مل جائیں گی جو بہت بہتر انداز کی اسلامی زندگی گزارنے کی ہر ممکن انسانی کوشش کرتے ہیں وہ شخص جو گہرائی میں جا کر انسانی زندگی کی ان خاموش تہوں میں ان اچھے آدمیوں کو تلاش کرنے کی تکلیف ہی نہ کرے بلکہ سطح زندگی پر پائی جانیوالی ان رنگا رنگ لہروں کو دیکھ کر فیصلہ صادر کردے، وہ اسلام کے ساتھ ایک بہت بڑی ناانصافی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ چند سو سال پہلے بھی اسلام اچھا تھا اور آج بھی یہ اتنا ہی اچھا ہے۔ اگر اسے مسخ کرنے والی ملاوٹوں سے علیحدہ کر کے اختیار کیا جائے تو کوئی بھی عقیدہ اور کوئی بھی نظریہ حیات اسلام سے برتر نہیں۔ بہت سوں کو اس کا آج بھی احساس ہے اور انشاء اللہ وہ منظم ہو کر اس بلکتی کراہتی، غیر مطمئن اور پریشانیوں میں مبتلا دنیا کو بھی یہ بتلا دیں گے کہ اسلام آج بھی سارے مادی اور روحانی دکھوں کا واحد علاج ہے۔

Marfat.com

مجھے ان سب باتوں کا حقیقی احساس پاکستان آ کر ہوا۔ ان تجربات نے مجھ کو مالا مال کر دیا، مسرت سے ہمکنار کیا، اطمینان و قناعت کی دولت عطا کی، امیدوں سے میرے دامن کو بھر دیا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی ان چیزوں کا خیال نہ آیا جو میں جرمنی میں چھوڑ آئی تھی۔ معقول تنخواہ پر میری سیکریٹری کی حیثیت سے ملازمت، اپنی موٹر کار، تعطیلات، باہر کی سیر و تفریح ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور فرنیچر سے مزین ہمارا فلیٹ کسی چیز کا بھی نہیں۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر جرمنی میں اپنے خاندان میں، اپنے خاندان کے ساتھ مجھے بات کرنے کا موقعہ ملے، تو میری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ میں ان سے کیا بات کروں؟ جب کہ اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں کی رفاقت مجھے نیا جذبہ عطا کرتی ہے، مجھے محبت کا احساس دیتی ہے، مجھے بالکل گھر کی سی اپنائیت محسوس ہوتی ہے اس لئے کہ میں جانتی ہوں کہ اب میں ان ہی میں سے ایک ہوں۔

Marfat.com

سابقہ مذہب عیسائیت **اسلامی نام**: جمائیما خان **ملک کا نام** برطانیہ

جمائیما خان

(مشہور کرکٹر عمران خان کی بیوی کا قبول اسلام)

پاکستان کے مشہور کرکٹر اور سیاست دان (چیئرمین تحریک انصاف) جناب عمران خان کی بیگم جمائیما خاں کا تعلق انگلینڈ کے ایک غیر مسلم گھرانے سے ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور عمران خان سے شادی کر لی۔

شادی کے بعد ان سے پہلا انٹرویو لندن کے ایک صحافی شاہد سعد اللہ نے کیا جو لندن ہی کے ایک اخبار ''دی نیوز'' میں شائع ہوا اور جسے روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے شائع کیا۔ اس انٹرویو میں محترمہ جمائیما خاں نے متفرق موضوعات پر گفتگو کی ہے میں نے صرف وہ حصہ اخذ کیا ہے جو ان کے قبولِ اسلام سے متعلق ہے۔

بلاشبہ میرے دادا یہودی تھے، لیکن چونکہ میری دادی کیتھولک عیسائی تھیں اور یہودیوں میں نسل ماں سے چلتی ہے اور اولاد کو اسی کا عقیدہ اختیار کرنا ہوتا ہے، اس لئے میرے والد یہودی نہیں رہے اور ان کی ساری پرورش عیسوئی عقائد کے مطابق ہوئی۔ خود میری والدہ کا تعلق اینگلیکن پروٹسٹنٹ چرچ سے ہے، اس طرح آبائی طور پر میرا تعلق بھی عیسائی مذہب سے تھا۔ یہودیت یا صیہونیت سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔

میں برسٹل یونیورسٹی سے انگریزی ادبیات میں ڈگری کورس کر رہی تھی جب عمران خاں سے میرا تعارف ہوا اور ہم نے اکٹھے زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا.. چونکہ عمران خاں کسی غیر مسلم لڑکی سے شادی کرنے کے حق میں نہیں تھے، اس لئے میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا۔ موصوف نے مجھے اسلام کے بارے میں بہت سا لٹریچر فراہم کر دیا اور میں اپنے کورس کی تعلیم معطل کر کے سات آٹھ ماہ تک توجہ سے اس کا مطالعہ کرتی رہی حتیٰ کہ میں اسلام کی حقانیت کی قائل ہوگئی اور ایک روز کلمۂ

Marfat.com

شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

یہ درست ہے کہ میری پرورش ٹھوس مذہبی فضا میں نہیں ہوئی تھی، گھر کا ماحول عام یورپین گھرانوں کی طرح سیکولر تھا، لیکن ہمارے ہاں اخلاقی اقدار کا سختی سے خیال رکھا جاتا تھا اور سب لوگ ان کی پیروی کرتے تھے۔

مجھے دین اسلام کی جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ یہاں بغیر کسی درمیانی واسطے کے خدا سے براہ راست تعلق قائم کیا جا سکتا ہے، اور ہر شخص اپنے اعمال کے لئے خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ یہاں نجات کے لئے نہ پیشہ ور پادریوں کی احتیاج ہے نہ کفارے جیسے بے بنیاد عقیدے کی۔

اللہ کا شکر ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی میں تثلیث کی قائل نہیں تھی اور توحید پر یقین رکھتی تھی، اس لئے جب میں نے توحید خداوندی کے بارے میں پڑھا، تو میرے ذہن نے اس کی حقانیت کو فوراً تسلیم کر لیا۔

اسلام کے اس پہلو نے بھی مجھے بہت متاثر کیا کہ، یہ ایک مکمل نظام حیات ہے، اور زندگی کے ایک ایک شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ نہانے دھونے سے لیکر خاندانی تعلقات اور معاشرتی روابط کے حوالے سے ایک ایک معاملے میں یہ دین ٹھوس اور فطری رہبری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

شادی کے بعد جب میں اپنے سسرال لاہور، پاکستان گئی تو اسلام کی برکات سے مزید آشنا ہوئی۔ میں نے وہاں دیکھا کہ یورپ کے بالکل برعکس وہاں گھر کے سب افراد باہم یک جان ہو کر محبت اور اخلاص کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ یورپ کی طرح وہاں بوڑھے لوگوں کو اولڈ ایج ہومز کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جاتا، بلکہ وہ گھروں کے اندر اپنی اولاد کے درمیان زندگی گزارتے ہیں۔ سب چھوٹے بڑے ان کا بے حد احترام کرتے ہیں، ہر معاملے میں ان کی آراء کو مقدم جانتے ہیں اور ان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، میرے لئے یہ منظر انوکھا بھی تھا اور بے حد قابل تحسین بھی۔

یوں تو میرے شوہر عمران خاں کے گھر کے ہر فرد نے مجھے خصوصی احترام اور محبت سے نوازا، لیکن جس تپاک، گرمجوشی، خلوص و ایثار اور محبت و احترام کا انداز مجھ سے خاں صاحب کی بہنوں نے اپنایا اس کی یاد مجھے مسرتوں سے نہال کر دیتی ہے۔ اور

Marfat.com

اس طرح کی کوئی مثال یورپین معاشرے میں نہیں ملتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس خاندان کا یہ رویہ اسلام کی برکت سے ہے اس لئے اپنے سسرالی خاندان کے ماحول میں اسلام پر میرا ایمان اور یقین مزید پختہ ہوا اور میری خواہش ہے کہ اس میں مزید استواری اور استحکام پیدا ہو۔

Marfat.com

سابقہ نام :الکسندرا براؤ **سابقہ مذہب** :عیسائیت

اسلامی نام: کریمہ **ملک کا نام** :جرمنی

جرمن خاتون کا قبول اسلام

''ذیل میں ایک جرمن خاتون الکسند رابراؤ کے قبول اسلام کی ایمان افروز سرگزشت شائع کی جارہی ہے، نومسلمہ جس کا اسلامی نام کریمہ رکھا گیا ہے کہتی ہیں کہ'' قرآن مجید کے مطالعے کے بعد مجھ پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہوئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے، اسلام ہی دین حق ہے، فطرت وعقل سے مطابقت رکھتا ہے''۔

مستشرقین ان مغربی عالموں کو کہتے ہیں جو علوم مشرقیہ حاصل کریں، علماء الغرب العلوم الشرق، حقیقتاً مستشرقین کا مقصد علوم شرقیہ کے حصول سے کسب علم نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے نقائص کو ابھارا جائے اور اسلام کو توڑ مروڑ کر غلط انداز میں پیش کیا جائے تا کہ لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کی غلط تصویر آ جائے۔

چنانچہ یورپ میں عربی زبان کی تعلیم اور دوسری مشرقی زبانوں کی تعلیم پر جو توجہ دی گئی وہ کسب علم کے لئے نہیں تھی بلکہ اس سے کلیسا اور اس کی سرپرستی میں یورپی اداروں کی حکمت عملی یہ تھی کہ مسلمانوں کو عقیدتاً عیسائی بنا دیا جائے تا کہ یہ مستشرقین عربی زبان سیکھ کر قرآن وحدیث کے نقائص کو بیان کریں اور اسلامی عقائد میں غلط افکار کو شامل کریں۔

استشراق غزوفکری کی قسم سے ہے، غزوفکری کہتے ہیں جنگ کو کہ جب یورپ غزوفکری سے مایوس ہوگیا کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ ان میں ایمانی جوش وجذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کر لینے کا عزم کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے مغرب کو شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اپنی فتح سے مایوس ہوکر مغربی مفکرین، شہنشاہوں اور ارباب کلیسا نے یہ تجویز رکھی کہ مسلمانوں کے افکار کو بدل دیا جائے، اور ان کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنادیا جائے، تبھی ان کو شکست دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ قدیس لویس جو کہ فرانس کا بادشاہ تھا اور قائد "حملة الصليبي" تھا۔ پہلا یورپی شخص ہے جس نے بار بار شکست کھانے کے بعد غزو فکری کی طرف منتقل ہونے کی وصیت کی تھی، اس نے یہ وصیت کی کہ ہم تجربہ کر چکے ہیں کہ جب ہم حملہ کرتے ہیں تو مسلمانوں میں جذبہ ایمانی پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ فتح یاب ہوتے ہیں۔ اس نے لکھا کہ ہمیں ان جذبات کے سوتوں کو خشک کرنا پڑے گا، مگر اس وصیت پر عمل نہیں ہوسکا، کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۲۵۲ء کا واقعہ ہے، لیکن اس بعد جب پادری کو اس وصیت کی طرف متوجہ کیا گیا تو مستشیری مدارس قائم کئے گئے جہاں باقاعدہ اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، پھر ان مستشرقین کو اسلامی ملکوں میں بھیجا جاتا تھا، جو غزو فکری کا کام انجام دیتے تھے۔

جہاں تک اندلس میں استشراق کی ابتدا کا تعلق ہے تو وہاں صلیبیوں کا مسلمانوں پر حملہ سخت ہو چکا تھا بادشاہ (میثیل سکوت) نے مسلمانوں کے علوم اور ان کی تہذیب کے سلسلہ میں بحث ومباحثہ کی دعوت دی اور پھر عیسائیوں کے بعض پادریوں کو جمع کیا۔ اور بعض عربی کتابوں کے انگریزی زبان میں ترجمے کرانے شروع کئے اور دوسری طرف طلیطلہ کے پوپ (ریمون لول) نے ترجمہ کے سلسلہ میں بڑی سرگرمی دکھائی جس کے نتیجے میں یورپ کی یونیورسٹیوں میں متعدد عربی کتابیں پڑھائی جانے لگیں۔

اس کے جو نتائج سامنے آئے وہ مغربی مفکرین کے لئے ہمت افزا تھے، چنانچہ مغربی مفکرین کہتے ہیں کہ اس کے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے وہ نتائج برآمد ہوئے جو ہمارے آباؤ اجداد بڑی جنگوں سے بھی برآمد نہیں کرسکے، ہم نے مسلمانوں کے ایمانی جذبہ کو ختم کردیا، ان کے اندر سے جہاد کی روح نکال دی، ان کو خرافات کا عادی بنادیا۔

اگر آج ہم اس کے نتائج پر نظر ڈالیں تو ہمیں پوری دنیا مغربی تہذیب میں مکمل طور پر غرق نظر آئے گی اور یہی مفکرین کا مقصد بھی تھا کہ مسلمان اپنی اسلامی تہذیب اور اپنی خصوصیات سے اور اپنے مذہب سے متوحش ہو جائیں اور ان کے ذہن

Marfat.com

ملحد انہ نہ ہو جائیں۔

ان لوگوں نے جو ابتدائی نصاب تیار کیا وہ اس طرح تیار کیا کہ اس کے پڑھنے سے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو اور اسلام کی غلط تصویر ذہن میں پیدا ہو، مثلاً بچوں کے نصاب میں چوری کرتے ہوئے مسلمان کو دیکھایا اور بھلائی کرتے ہوئے یا چور کو پکڑتے ہوئے عیسائی کو دیکھایا، جیسے زید چور ہے، جو زف نیک ہے، جس کی وجہ سے بچہ کے ذہن و دماغ میں بچپن ہی سے مسلمانوں کی غلط تصویر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مسلمانوں کو قابل نفرت انسان سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود معاشرہ کی اکثریت اپنے بچوں کو انہی مشنری اسکولوں میں تعلیم دلوا رہی ہے، جہاں شرک کی تعلیم دی جاتی ہے، جہاں ہر بچہ پر لازم ہے کہ وہ صلیب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اور دوزانو ہو کر بیٹھے اور دعا کرے، کیا یہ شرک نہیں ہے؟ اور گھر میں ان بچوں کی اسلامی تعلیم کا انتظام بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو اسلامی تاریخ بتائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط تصورات و خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، جس کا توڑ نہیں ہو پاتا اور بعد میں یہی خیالات و تصورات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتے ہیں اس میں ان بچوں کا قصور کم لیکن ان کے والدین کا قصور زیادہ ہے، جو اسلامی اسکول اور مدارس کے ہوتے ہوئے بھی بچوں کو لادینیت و الحاد کے عمیق غاروں میں دھکیل رہے ہیں جو ان کے لئے آج بھی موجب سوال ہے، تو کل بھی موجب سوال ہوگا۔

جرمن خاتون الکسندرا براؤ بہت کم عمری میں اسلام لائیں، اس وقت تک ان کی کسی مسلمان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ان کی عمر ۱۲ سال تھی اور وہ سیکنڈری تعلیم کے مرحلے میں تھیں ان کے اسلام لانے کا قصہ عجیب و غریب ہے وہ اپنے اسلام قبول کرنے کی کہانی اس طرح سناتی ہیں۔

میں ۱۹۵۰ء میں مغربی جرمنی کے اس علاقہ میں پیدا ہوئی جو دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے بعد یورپ سے نکالے گئے ان پناہ گزینوں کے لئے مخصوص تھا، جن کا تعلق اقلیت سے تھا۔ میں بچپن ہی سے خود کو غیر محفوظ سمجھتی تھی، میرا خاندان کہنے کو تو کیتھولک کلیسا کا تابع تھا، لیکن حقیقت میں خاندان والے بے دین تھے۔ اسی وجہ سے مذہب کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا اور تنہا رہنے اور بہت زیادہ غور و فکر کرنے نے

Marfat.com

مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے اور وہ ہمارا محاسبہ کرنے والا ہے، چنانچہ ہمارے لئے ایسی زندگی گزارنا لازم ہے جو اخلاقی قدروں کے تابع ہو، اسی احساس نے میرے اندر صحیح دین کی تلاش کی فکر پیدا کی، میں کلیسا جاتی لیکن مجھے سکون نہیں ملتا تھا، اسکول جاتی اور انجیل پڑھتی اور بہت زیادہ کتابیں بھی پڑھتی تھی چنانچہ یہی مطالعہ میرے لئے راہ نما تھا، مختلف تہذیبوں اور ادیان کے سلسلے میں میرے مطالعہ جاری رہتا اس مطالعے سے مجھے مشرقی تہذیبوں، خاص طور سے اسلامی تہذیب سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ میں نے اسلامی عقائد کو پڑھا اور کافی حد تک ان سے متاثر بھی ہوئی اور آخر اپنے خاندان والوں سے میں نے مطالبہ کیا کہ مجھے قرآن کا ترجمہ اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فراہم کی جائیں۔

قرآن کا ترجمہ:

۱۹۶۳ء کی کرسمس کی شام کو مجھے قرآن شریف کا ترجمہ اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نسخہ دستیاب ہوا، جن کا بڑے شغف کے ساتھ میں نے مطالعہ کیا دو گھنٹے تک مسلسل قرآن کے معانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتی رہی اور تقریباً نصف شب کے وقت مجھ پر عجیب وغریب احساس طاری ہوا اور مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ نصرانیت صحیح نہیں ہے اور مجھ کو اسلام قبول کر لینا چاہئے، صرف اسلام ہی دین حق ہے اور وہی فطرت وعقل سے مطابقت رکھتا ہے، لیکن میرے خاندان والوں نے ان افکار کی تصدیق نہیں کی اور انہوں نے اس کو عشق ومحبت میں مبتلا ہونے کا گمان ہوگیا، میں اسلام کا مطالعہ کرتی رہی لیکن افسوس کہ مجھ کو اکثر وہ کتابیں حاصل ہوئیں جو مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں میرے اندر غلط معلومات کا اضافہ کیا، مثلاً میں نے پڑھا کہ اسلامی حکومت میں پردہ میں ہر وہ کام کیا جاتا ہے جیسا کہ کمال اتاترک نے ترکی میں کیا۔

لندن اسلامی مرکز:

ان سالوں کے دوران جس میں میرے دل نے تو اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن مجھ کو نیک اور عامل مسلمانوں سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ میں ان کے ذریعہ اسلام

Marfat.com

کی حقیقت سے آشنا ہوسکوں اور فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان سے معلومات حاصل کروں، میں اس وقت تک نماز پڑھنا نہیں جانتی تھی، لیکن ۱۹۶۸ء میں کچھ طالبات کے ساتھ انگریزی کی تصحیح کے لئے جب لندن کا سفر ہوا تو اس سفر کے دوران مجھے اسلام سے واقفیت کا موقع مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے لندن میں ایک اسلامی مرکز کی طرف میری رہنمائی فرمائی، وہاں جا کر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ انہوں نے عبادات اور مسائل اور اسلامی احکام سیکھنے کے لئے بعض کتابیں مجھ کو دیں، اور ان سب میں سے اچھی بات یہ ہوئی کہ جامعہ ازہر کے شیخ، شیخ حسن الباقوری سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ علاج کی غرض سے لندن آئے ہوئے تھے، انہوں نے مجھے مصر دیکھنے کی دعوت دی اور جامعہ ازہر سے عربی زبان سیکھنے اور قرآن کی تعلیم کے لئے موقع فراہم کیا، اور میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۹ء میں قاہرہ پہنچی اور جامعہ ازہر گئی اور ''مدینۃ النصر'' میں کلیۃ البنات میں میرا داخلہ ہوگیا۔ جس نے عربی زبان میں تعلیم حاصل کرنے اور قرآن واسلامی کتابیں پڑھنے کی صلاحیت پیدا کردی۔

مستشرقین اسلام کو ناپسند کرتے ہیں:

گیارہ مہینے کے بعد میں اپنے ملک واپس ہوئی اور علوم مشرقیہ کے ادارہ میں داخلہ لیا جہاں میرے اساتذہ اکثر جرمن مستشرق تھے جو اسلام سے بغض وکینہ رکھتے تھے، لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے، اسی وجہ میرے لئے اس وقت تک جب تک میں اپنی تعلیم مکمل کر کے (ایم اے) کی ڈگری حاصل نہ کرلوں اپنے اسلام کو چھپانا ضروری تھا، میں مشرق وسطیٰ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے ان مسلمان طلبہ سے جو جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی کیلئے جمع ہوتے تھے ملی اور انہوں نے ہی بعض مصری طالب علموں سے میرا تعارف کرایا اور ان ہی میں ایک مصری جوان تھا جو ڈاکٹریٹ کررہا تھا، میں اس سے متعارف ہوئی اور اس کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئی اور میرے دل میں مسلمانوں کے بارے میں جو بدگمانی تھی وہ دور ہوئی، آخرکار مصری سفارتخانہ میں ہم نے شادی کرلی اور میں نے اپنا نام الکسندرا سے تبدیل کر کے کریمہ رکھا اور جرمنی میں میرے شوہر کے ڈاکٹریٹ کرلینے کے بعد میں نے اس کے ساتھ ہی مصر میں زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔

Marfat.com

اس لئے کہ وہ ایک اسلامی ملک ہے جہاں اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں تھا۔

۱۹۸۹ء میں اللہ کے فضل سے اپنے شوہر کے ساتھ میں نے عمرہ کی ادائیگی کی اور مدینہ منورہ کی زیارت کی ۱۹۹۰ء میں حج کی سعادت حاصل کی، اس وقت مصر کی یونیورسٹی میں میرے شوہر پروفیسر ہیں آخر میں قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میرے اوپر اس کا بڑا فضل ہے اور مجھ کو ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ دعا کرتی ہوں کہ اس دین صحیح پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

سابقہ مذہب عیسائیت **اسلامی نام**: یاسمین **ملک کا نام**: فرانس

یاسمین کفر سے اسلام تک

مغرب کی اخلاق باختہ انگیز زندگی کے بھنور سے نکل کر اسلام کے دامنِ عافیت میں پناہ لینے والوں کی تعداد میں بحمداللہ دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ طبقۂ نسواں بطور خاص اسلام میں عورت کے محفوظ و مامون مقام کو رشک و استعجاب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایک لادینی نظام اور نام نہاد آزادی کے ہاتھوں ستائی ہوئی عورت جہاں تحفظ کی ضمانت پالیتی ہے، اپنے آپ کو دین حق کی سپردگی میں دینے میں تامل نہیں کرتی۔ وہ حدود و قیود جو جدیدیت زدہ مسلمان عورت کے حلق کی پھانس بن جاتی ہے، انہیں وہ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر قبول کرتی ہے اور انہیں اپنے اوپر عائد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی۔ فرانس سے آنے والی اپنی نومسلم بہن یاسمین کو دیکھ کر دو اور نومسلم بہنیں میری نگاہوں میں گھوم گئیں جنہوں نے اسلام قبول کرتے ہی حجاب کی تمام تر حدود کی پابندی اپنے اوپر لازم کرلی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے ہی اپنی نوکریوں کو خیرباد کہہ کر گھر کے مورچے سنبھال لئے۔ وہ سکون اور طمانیت جوان کے چہروں کو منور کئے دیتے تھیں آج بھی مجھے یاد ہے، گھر کا تحفظ انہیں کس درجہ عزیز تھا اس کا تذکرہ کرتے وہ نہ تھکتی تھیں۔ یاسمین نے ان دو بہنوں کی یاد تازہ کردی۔

یاسمین سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی جہاں وہ اپنے شوہر کے ہمراہ ٹھہری ہوئی تھیں۔ ملاقات تو اخوت کے تقاضوں کو نبھانے کی غرض سے تھی، تاہم یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس گفتگو میں قارئین کی شرکت بھی بصورت انٹرویو ہوجائے نومسلم بہنیں ہمیشہ ہوا کے تازہ جھونکے کی طرح روح ایمانی کو تازگی عطا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ دین کی حقانیت پر یقین پختہ تر ہوجاتا ہے، بن مانگے بن ترسے کی پائی ہوئی ہدایت پر احساس تشکر کچھ اور گہرا ہوجاتا ہے، احساس ذمہ داری فزوں تر ہونے لگتا ہے، سرد پڑے جذبوں کو مہمیز لگتی ہے، سست پڑتے قدم توانائی پاجاتے ہیں۔

Marfat.com

یاسمین کو میں نے رشک کی نگاہ سے دیکھا، اس کی شعوری عمر اس جوانی میں بھی صرف دو سال ہے۔ اس کی گزری ہوئی زندگی کی تاریکی کو ایمان نے منور کر دیا، حساب کتاب کو آسان تر بنا دیا، مجھے اپنے دامن کی سیاہی اور گہری ہوتی دکھائی دی، اپنے کاندھوں پر تین دھائیوں کے حساب کا بوجھ مجھے توڑے ڈال رہا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ یاسمین کا چہرہ نوزائیدہ بچے کی طرح معصوم دکھائی دے رہا تھا، خیالات کا تانا بانا توڑتے ہوئے مجھے حقائق کی دنیا میں لوٹنا پڑا۔

یاسمین اسلام قبول کرنے کا محرک کیا تھا۔ اس سے پہلے آپ کی زندگی کیسی تھی؟ میں نے سوال کیا۔

یاسمین گویا ہوئیں: دو سال پہلے تک میری زندگی وہی مخنوس فرانسیسی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ میں نوکری کر رہی تھی، ماں باپ سے الگ تنہا رہتی تھی، مہینے میں ایک مرتبہ والدین سے ملاقات کے لئے چلی جاتی تھی، لیکن میری زندگی بہت بے سکون تھی، میری روح تشنہ تھی، محبت کی پیاس، تنہائی کی ماری ہوئی، چاہنے اور چاہے جانے کی خواہش مجھے بے کل کئے رکھتی تھی۔ لیکن کوئی رشتہ بھی تو ایسا نہ تھا جو میری اس پیاس کو بجھا دیتا، میری سہیلیاں تو تھیں، لیکن خود غرض اور خود پسند۔ دور دور تک خلوص و محبت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور میں دشت تنہائی میں حیران و سرگرداں ماری ماری پھرتی رہی۔ جب کوئی راستہ بجھائی نہ دیتا تو مایوسی اور غصے کی آگ میں جل بھن کر خاک ہوئی جاتی۔ میری طبیعت غصیلی اور چڑچڑی ہوتی چلی جا رہی تھی، پژمردگی مجھے گھیرے رہتی، ایسی ہی ایک رات میں روتی ہوئی سڑکوں پر نکل گئی، آنسوؤں کی دھندلاہٹ میں میں نے ایک غریب آدمی کو دیکھا جو کوڑے کے ڈبوں میں سے کھانے کی تلاش میں تھا۔ اس کی بے چارگی پر میرا دل بھر آیا، پرس میں سے اسے پیسے نکال کر دیئے اور میرے دل کی گہرائیوں سے صدا اٹھی "اے خدا! اگر تو ہے تو میری مدد کر، مجھے راستہ دکھا میری تنہائی کا مداوا ہو جائے کہ میری ہمت جواب دے گئی ہے" نجانے یہ دعا میں نے بے خودی کے عالم میں کیوں کر ڈالی۔ اس سے پہلے مجھے یقین بھی نہ تھا کہ خدا ہے یا نہیں (استغفر اللہ) کبھی کبھار سوچتی ضرور تھی کہ کائنات میں کتنا حسن ہے، کتنی ترتیب ہے، لیکن اس سے آگے کبھی غور ہی نہ کیا تھا، تاہم اس روز یہ دعا مانگ کر میں پرسکون ہو گئی اور واپس

Marfat.com

گھر لوٹ آئی۔

اسی دوران شمالی فرانس کے شہر لِلّی میں جہاں میں رہتی تھی مسلمانوں کا ایک تبلیغی اجتماع تھا۔ جس دوکان پر میں کام کرتی تھی وہیں تیونس کا ایک مسلمان بھی کام کرتا تھا، موصوف سے ملنے ایک فرنسیسی مسلمان آیا تو اس نے بطور خاص مجھے اس سے متعارف کروایا۔ وہ جانتا تھا کہ میں فرنچ مسلمان کو دیکھ کر حیران رہ جاؤں گی کیونکہ میں یہی سمجھتی تھی کہ اسلام تو عربوں کے لئے آیا ہے، ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ بہر حال میں اس فرانسیسی مسلمان سے ملی، اس سے پہلے میں نے کبھی اسلام کے بارے میں زیادہ سنا یا غور نہ کیا تھا۔ لوگ باتیں بھی کرتے تو میں قابل اعتبار نہ سمجھتی تھی۔

اس ملاقات کے چند ہی روز بعد فرانسیسی مسلمان نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی جہاں اس کی فرانسیسی بیوی بھی مسلمان تھی۔ میں نے اس سے ملاقات کو محض گپ شپ لڑانے کا بہانہ سمجھا اور پہلے ہی کہہ دیا کہ مجھے مسلمان ہونے کو نہ کہنا۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ بہر طور میں ان کے گھر گئی، باتیں ہوتی رہیں، تیونسی مسلمان کے ساتھ کام کرتے ہوئے مجھے بھی الحمدللہ، ماشاءاللہ، السلام علیکم کی عادت ہو چکی تھی، فرنچ مسلمان خاتون نے گفتگو کے دوران جب یہ الفاظ سنے تو مجھے یہ کہنے لگی کہ تم اتنی روانی سے یہ الفاظ استعمال کرتی ہو، مسلمان ہونے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتی؟ اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتی؟ میں نے کہا کہ یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔ وہ چند لمحوں میں مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ اندر لے گئی مجھے غسل کرنے کو کہا، سر پر اوڑھنے کو اسکارف دیا، میں بعد از غسل اسکارف اوڑھ کر سب کے سامنے گئی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا، میں سکون کی متلاشی تھی چاہت کی پیاسی تھی۔

یاسمین نے بات یہاں تک کی۔ ہمارے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے، سبحان اللہ! حیرت انگیز طور پر خدا نے اس کی اس قدر جلد دعا قبول فرمائی، لمحے کی بھی دیر نہ ہوئی۔ سوال و جواب بھی نہ ہوئے، کچھ پوچھا بھی نہیں، کچھ سوچا بھی نہیں اور مسلمان ہو گئیں۔ میں اور شریک گفتگو بہنیں سراپا سوال تھیں، یاسمین کہنے لگیں، سچ تو یہ ہے کہ میں نہیں بتا سکتی کہ میں نے اسلام کیونکر قبول کیا، یکدم بس میں پراگندہ سوچوں سے نجات چاہتی تھی، بے سکونی سے فرار کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی، میرے سامنے زندگی کا کوئی مقصد نہ تھا،

Marfat.com

بے مقصدیت مجھے مار ڈالتی تھی۔ میں ایک عورت ہوں، گھر اور گھر کا سکون چاہنے والی، لیکن معاشرے کی قدریں ہمیں سوشل لائف میں، نوکریوں میں خوب سے خوب تر ہونے کی تعلیم دیتی ہیں، وہاں گھر اور بچوں کی، شوہر کی نگہداشت اور چاہت کا تصور دقیانوسیت ہے۔ فطرت پر پہرے بٹھا دیئے گئے، عورت ایک غیر فطری زندگی گزارنے پر مجبور ہے، اور شاید یہی اس کی بے سکونی اور بے اطمینانی کی جڑ ہے۔ جہاں اور جب میں نے اسلام قبول کیا وہیں مجھے طریقہ بتا دیا گیا اور میں نے فوراً نماز شروع کر دی۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا فرانسیسی ترجمہ قرآن اور چند ایک کتابیں لے کر میں نے مطالعہ کا آغاز کر دیا۔

اسی دوران تیونسی دوست (استغفر اللہ، قبل اسلام کی ہر بات پر یاسمین نہایت پیارے انداز میں نظر جھکا کر استغفر اللہ کہتی تھیں) نے مجھے تیونس کے ایک گاؤں میں اپنی بھابھی کے گھر جا کر رہنے کی دعوت دی جسے میں نے قبول کر لیا۔ وہاں میں پانچ ماہ مقیم رہی اور یوں میں نے اسلام کتابوں سے بڑھ کر عملاً دیکھ کر اخذ کیا، میں نے اس سادہ سے دیہات میں فطرت کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا۔ وہاں کی پرسکون زندگی مجھے اللہ کے قریب تر لانے میں بہت معاون ثابت ہوئی۔ وہاں دور سے جا کر پانی لانا پڑتا تھا۔ وہاں بجلی بھی نہیں تھی۔ پانچ ماہ کے بعد میں فرانس واپس لوٹی، یہاں ایک فرانسیسی بہن ''ایمان'' نے مجھے اس راہ پر آگے بڑھنے میں مدد دی، کبھی کبھار میں سیکھنے کے ان ابتدائی مراحل میں پریشان ہو جاتی تھی تو وہ مجھے دلاسہ دیتی اور راستہ دکھاتی۔ اس جگہ میں ایک سال مقیم رہی۔

یاسمن اب تک آپ نے والدین کا تذکرہ نہیں کیا، آپ کے مسلمان ہونے پر ان کا کیا ردعمل تھا؟ میں نے پوچھا۔

دراصل ڈیڑھ سال کے بعد اب مجھے ذاتی وجوہ کی بنا پر جا کر اپنے والدین کے پاس رہنا پڑا جو اس قصبے سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر رہتے تھے، ابتداً جب انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے خالص مغربی انداز میں یہی کہا کہ تم بچی نہیں، اکیس سال کی ہو، اپنی زندگی کی آپ مالک ہو، جس طرح چاہو رہو، تاہم جب ان کے پاس رہتی تو والد صاحب کو میرے حجاب پر اعتراض ہوتا تھا، وہ اس حلیے میں مجھے اپنے ساتھ باہر لے جانا پسند نہیں کرتے تھے، میری والدہ کا رویہ ہمیشہ کی طرح اب بھی

Marfat.com

میرے حق میں نرم تھا اور ان کی یہی کوشش رہتی تھی کہ وہ والد صاحب سے میرے تعلق پر آنچ نہ آنے دیں۔ میری نماز روزے یا دیگر مراسم عبودیت پر انہیں کوئی اعتراض نہ تھا البتہ وہ اسلام پر بات کرنے کے روادار نہ تھے، نہ ہی خدا کا ذکر سننا گوارا کرتے تھے، اگرچہ میری والدہ نام کی عیسائی تھیں، لیکن ان کی سوچ الجھی ہوئی تھی اور والد نہ جانے وہ خدا پر یقین بھی رکھتے تھا یا نہیں۔ میں پانچ ماہ یہاں مقیم رہی، آگے رمضان آرہا تھا اور میں نہ چاہتی تھی کہ یہ مقدس مہینہ اس اجنبی ماحول میں گزاروں، چنانچہ میں نے مختلف اسلامی تنظیموں کو خطوط لکھے تقریباً پندرہ کی تعداد میں کہ میں ایک ایسی نوکری کی تلاش میں ہو جو کہ مجھے معاشی تفکر سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ میرے اسلامی تشخص پر اثر انداز نہ ہو۔ ایسا ہی ایک خط میں نے ایک مسلمان بہن کو لکھا جو انہوں نے پیرس کے ہیومن سائنس انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر کو دے دیا۔ یہ صاحب ایسے افراد کی تلاش میں تھے جو انگریزی کتب کا فرانسیسی میں ترجمہ کرسکیں، انہوں نے مجھے فون پر پیرس آکر کام کرنے کی دعوت دی، میرے کام کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے مجھے یہ ذمہ داری سونپ دی۔ رمضان گزارنے کے لئے اسی دفتر کی ایک یمنی فیملی کے ساتھ میری رہائش کا انتظام کردیا گیا۔ دو ماہ بعد اکتوبر ۱۹۸۷ء میں میں انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئی ڈاکٹر حمید اللہ نے نکاح پڑھوایا جسے میں اپنی خوش قسمتی سے تعبیر کرتی ہوں۔

میرا اگلا سوال تھا یاسمین، اسلام کا کوئی ایسا جزو جس پر عمل کرنے میں آپ کو دشواری محسوس ہوئی ہو؟ پردہ، نماز، روزہ بھی کچھ تو آپ کے لئے نیا تھا؟

بہن اسلام دین فطرت ہے تو پھر مشکل کیسی؟ جب میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے بتایا گیا کہ تمہیں دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی ہے اور میں نے فوراً ہی شروع کردی، مجھے بتایا گیا کہ اسلام میں عورت کو اللہ نے پردے کا حکم دیا ہے، میں نے قبول کرلیا کہ جب اللہ کا حکم ہے تو پس وپیش کیسی؟ اور پھر یہ بھی تو ہے ناں کہ جب اخلاص سے انسان اللہ کی جانب قدم بڑھاتا ہے تو اللہ بڑھ کر اسے تھام لیتا ہے، اس کی مدد کرتا ہے۔

یہاں یاسمین نے اس حدیث کا بھی حوالہ دیا جو اللہ کی طرف قدم اٹھانے والے فرد کے ساتھ اللہ کی مدد کو بیان کرتی ہے۔ یاسمین نے سمعنا واطعنا کی قرونِ اولیٰ

کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی۔ جہاں اطاعت غیر مشروط رہی، بلا پس و پیش ہوئی۔

اچھا بہن یہ تو بتائیں کہ اسلام کے کس پہلو نے اور اس سب سے زیادہ متاثر کیا؟ میں نے جاننا چاہا۔

اسلام میں معاشرتی زندگی کے حسن نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ فرد کا فرد سے تعلق، اسلامی اخوت کا رشتہ جو مجھے آپ سے جوڑ دیتا ہے۔ یہی میری زندگی کی تشنگی تھی جسے میں نے اسلام میں پایا۔ ایک دوسرے کے لئے درد، اخلاص اور محبت کے جذبات جن کے اعتبار سے ہمارا معاشرہ بنجر ہے اور پھر میں نے مقصدیت کو بھی پایا جس نے میری زندگی کے خلا کو پر کر دیا۔ یہاں گفتگو صرف خطوں، بازاروں اور رنگ و خوشبو کے گرد نہیں گھومتی بلکہ مثبت، صحت مندانہ رویوں کو پروان چڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ اور میں چپ سی ہوگئی یہ سوچ کر کہ شکر ہے یاسمین نے تحریکی دائرے سے باہر کی عام مسلمان عورت کو رنگ و خوشبو میں ڈوب کر زندگی بسر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ایک آزاد معاشرے سے یکسر مختلف اسلام کے تصورات حیات کو آپ نے کیسا پایا؟ میں نے دریافت کیا۔

حیا کا وصف مرد و زن کا محافظ ہے۔ یہی تصور جب عمل میں آتا ہے تو معاشرے کو پاک و صاف رکھنے کا سبب بنتا ہے، یوں مرد و زن کے اختلاط اور اس سے پھوٹ نکلنے والی برائیوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ صرف عورتوں کی محفل میں بیٹھنے کا لطف ہی کچھ اور ہے، میں اپنے آپ کو خواتین کے درمیان اتنا ہلکا پھلکا محسوس کرتی ہوں، کوئی بناوٹ نہیں، تصنع نہیں جو مخلوط محفلوں کا خاصا ہوتا ہے۔

یاسمین آپ اپنے شوہر کی دوسری بیوی ہیں، اس ضمن میں آپ کے احساسات؟ آپ کی سوچ اور تجربہ کیا کہتا ہے۔ مغرب میں تو اسلام کی ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہی پر کڑی تنقید ہوتی ہے؟

پاکستان آنے پر میں شوہر کی پہلی بیوی سے ملی، ہمارا آپس کا تعلق خوشگوار رہا۔ بچے بھی میرے ساتھ خوش ہیں، پہلے ان کی ایک ماں تھی اب دو ہیں۔ وہ کم کم انگریزی بول سکتی ہیں لہٰذا ترجمانی میرے (استغفر اللہ) ہمارے شوہر کرتے رہے اور یوں ہماری خوب دوستی ہوگئی۔ رہا یہ سوال کہ اہل مغرب کی اس ضمن میں تنقید، تو میرا

Marfat.com

ذہن تو یہ کہتا ہے کہ اس کی اجازت اللہ نے دی ہے۔ اسی خالق نے حدود واضح کر دی ہیں۔ کیا حلال ہے اور کیا حرام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں آپ نے ایک سے زائد شادیاں کیں اور آج یہ دروازہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے فرانس میں بھی اور پوری مغربی تہذیب میں مرد و عورت کو محض ایک کھلونے کے طور پر لطف اندوزی کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ذمہ داری سے آزاد رہتے ہوئے نتیجتاً وہاں کی عورت تنہا ہے کوئی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا نہیں، ناجائز بچوں کی بہتات ہے، وہ کیونکر خوش رہ سکتی ہے، دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا یہ کہ مرد کی ایک بیوی اور کئی داشتائیں ہوں یا وہ زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھتے ہوئے ہر ایک ذمہ داری نبھائے۔ حرام سے بچتے ہوئے اللہ کی رضا کو بھی پا سکے۔

میرے خیال میں یہ سوال مشکل تو نہیں ہے۔ مقصد تو اللہ کی اطاعت کی راہ اختیار کرنا اور اس راہ کی ذمہ داریوں کو نبھانا ہے۔ مریم جمیلہ اس ضمن میں بہترین مثال ہیں۔ فی الحال تو میں حسد کا کوئی جذبہ اپنی دوسری بہن کے لئے محسوس نہیں کرتی۔ اگرچہ یہ ہو بھی سکتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں بھی کبھی کبھار ابھر آیا، تاہم اسے کنٹرول کر لینا چاہیئے، میرے خیال میں تو زیادہ لوگوں کا یکجا رہنا بہت ہی خوشگوار ہے کہ جہاں آپ ایک دوسرے سے محبت کریں، تعاون کریں، اللہ کی خاطر۔

پاکستان کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟ میں نے سوال کیا۔

(ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) ہاں سب سے زیادہ دکھ اور حیرت اس بات پر ہوئی کہ ایک مسلمان ملک میں خواتین پردے کے بغیر کھلے عام گھومتی ہیں۔ فرانس میں تو ہمیں پردے میں دقت پیش آتی ہے، لیکن پاکستان میں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام پر عمل نہ کیا جائے، کاش کہ یہ خواتین مغربی تہذیب کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں، پھر یہ کبھی اس کی تقلید کی خواہش اپنے دل میں نہ لائیں۔ بے حجابی درحقیقت عورت کو بے وقعت بنا دیتی ہے اور یوں عورت لاشعوری طور پر معاشرے میں بے راہ روی کا سبب بنتی ہے۔ اسلام نے عورت کو بے حساب عظمت عطا کی ہے، پردہ عورت کے درجے بلند کرتا ہے جبکہ مغربی تہذیب عورت کا تشخص بحیثیت بیوی بیٹی اور ماں کے بے حد گرا دیتی ہے۔

اس پہلو سے ہٹ کر بات کریں تو پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے اور مجھے

Marfat.com

بہت پسند آیا۔

کیا آپ اسلام میں عورت کے مقام پر مطمئن ہیں؟ میرا آخری سوال تھا۔

میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں، میں یہی کہوں گی کہ اسلام میں عورت ایک ہیرے کی مانند ہے جبکہ مغرب میں محض ایک پتھر جو ادھر ادھر لڑھکا دیا جاتا ہے۔ مسلمان عورت خوش قسمت ہے، اس پر مشکل وقت بھی آئے تو وہ تنہا نہیں کہ اس کا تعلق جو اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ جب تک میں مسلمان نہیں ہوئی تھی میرے احساسات و جذبات کے بہہ نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ میں تنہا تھی، اب میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔

پاکستانی بہنوں کے لئے کوئی پیغام؟

خدارا مغربی تہذیب کی چکاچوند پر مت جائیے۔ دور کے ڈھول سہانے ہیں، ایک قدم اللہ کی طرف اٹھائیے، اللہ بڑھ کر آپ کو تھام لے گا۔ یورپ میں مکمل آزادی وہاں کی عورت کے لئے عذاب بن گئی ہے۔ اس آزادی پر اللہ کی غلامی کو ترجیح دیجئے۔

غیر مسلم عورتوں کے قبول اسلام کے مختصر واقعات

''اسلام کے مداح صرف ہم ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی ہیں۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انہیں سمیٹنے کے لئے ایک الگ کتاب چاہیئے۔ میں یہاں صرف چند اسماء پر اکتفاء کروں گا، اور زیادہ توجہ ان نومسلموں پہ دوں گا جو اسلام کے کسی پہلو سے متأثر ہونے کے بعد مسلمان ہوگئے تھے، اور اسلام پر طویل بیان دیئے تھے۔''

مریم جمیلہ:

یہ امریکہ کی یہودی لڑکی تھی ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئی، بڑی ہوکر اسلام لے آئی اور مولانا مودودی صاحب سے خط وکتابت شروع کردی۔ جب اعلان اسلام کے بعد امریکہ میں اس کا جینا دوبھر ہوگیا، تو مولانا کے کہنے پر لاہور آگئی اور آپ کے گھر میں بیٹی بن کر رہنے لگی۔ کچھ عرصے کے بعد لاہور کے ایک آسودہ حال تاجر سے اس کا نکاح ہوگیا، اور آجکل لاہور میں ہی آباد ہے۔

مریم جمیلہ بلند پایہ اسلامی مفکرہ ہے، اس کا انداز بیان محققانہ ہے اس کی دو تصانیف بڑی شہرت حاصل کرچکی ہیں، یعنی ''اسلام اینڈ ماڈرن ازم'' اور ''اسلام اینڈ ویسٹ'' قبول اسلام کے اسباب پہ روشنی ڈالتے ہوئے کہتی ہیں کہ:

''میں نے اس لئے اسلام قبول نہیں کیا کہ مجھے آبائی مذہب سے نفرت تھی، بلکہ اس لئے کہ مجھے کمال سے محبت تھی، یہودیت ایک محدود اور تنگ معاشرہ ہے اور اسلام ایک ہمہ گیر آفاقی مذہب ہے میں نے لامحدود کو محدود پر ترجیح دی۔''

Marfat.com

مس سٹینمن:

اسلام لانے کے بعد انگلستان کی اس لڑکی نے اپنا نام مسعودہ رکھا۔ یہ ایک بیان میں کہتی ہے:

''انسان کائنات کا ایک جزو ہے، یہ زندگی کو اسی صورت میں بامقصد بنا سکتا ہے، کہ یہ کل نیز دیگر تمام اجزاء سے صحیح و مناسب روابط قائم کرے۔ اسی سے وہ کمال اور مسرت حاصل کر سکتا ہے کل کا دوسرا نام خدا ہے اور اسلام کا پہلا سبق اس کل کی معرفت ہے۔

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو مذاہب سابقہ کی بیان کردہ صداقتوں کی تصدیق کرتا ہے۔ جو جسمانی و روحانی، نیز داخلی و خارجی قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ جو عقل جذبہ ہر دو سے کام لیتا ہے، کسی فلسفی نے کیا خوب کہا ہے کہ مذہب دختر امید و بیم ہے جس کا کام جہل کو حقیقت علم سمجھانا ہے۔''

مینوس بی جالی:

انگلستان کی یہ عیسائی لڑکی تین خداؤں سے متنفر ہو کر پہلے لادین بنی پھر مذاہب عالم کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور ۱۹۵۴ء میں مسلمان ہوگئی اس نے ایک بیان میں کہا کہ:

میں اسلام کی چند باتوں سے بہت متاثر ہوئی ہوں:

اول: ایک خدا کا تصور۔

دوم: تعدد ازواج، پچھلی دو جنگوں میں کروڑوں مرد ہلاک ہو گئے تھے، اور کروڑوں لڑکیاں بے نکاح رہ گئی تھیں، چونکہ عیسائیت میں ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہیں اس لئے سارا یورپ جنسی بے راہ روی کی گرفت میں آ گیا، اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو ایسے حالات میں کثرت ازواج کی اجازت دیتا ہے۔

سوم: قرآن نے ایک ایسا نظام حیات پیش کیا ہے جس سے بہتر کا تصور ہی

نہیں کیا جا سکتا، اگر آپ کو کسی اور نظام میں کوئی خوبی نظر آتی ہے تو یقین کیجئے کہ اس کا ماخذ اسلام ہی ہے۔"

ایون لی زینب:

انگلستان کی یہ لڑکی لکھتی ہے کہ:

"میں کیسے اور کب اسلام لائی مجھے یاد نہیں رہا۔ میرا احساس یہ ہے کہ میں شروع سے مسلمان تھی، اسلام ایک ایسا فطری مذہب ہے کہ اگر کسی بچے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ مسلمان ہی بنے گا۔ میں اپنے وسیع مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ عصر رواں کے پیچیدہ مسائل کا حل صرف اسلام کے پاس ہے، اور یہی وہ نظام ہے جو انسانیت کو سکون و مسرت دے سکتا ہے، اسلام کی بنیادی صداقتیں دو ہیں:

اول: توحید۔

دوم: اخوت انسانی۔

اور یہی امن عالم کی بنیادیں ہیں، حج بھی ایک نہایت ایمان افروز فرض ہے۔ لاکھوں انسان ہر سال دنیا کے ہر گوشے سے بیت اللہ میں جمع ہوتے، اور ان گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں، جہاں سے ایک یتیم نے انسانیت کو امن و سلام کی طرف بلایا تھا۔ وہاں پہنچ کر گذشتہ چودہ صدیوں کے حجابات اٹھ جاتے ہیں اور انسان عہد رسولؐ میں جا پہنچتا ہے۔"

مس فاطمہ کاظوئی:

جاپان کی یہ لڑکی کہتی ہے:

ہم جاپانی، امریکی انداز حیات اختیار کر رہے تھے، اور ہمارے مذہبی تصورات دھندلا چکے تھے، میرا یہ احساس، کہ ہم کوئی نہایت قیمتی متاع کھو چکے ہیں ہر روز تیز تر ہو رہا تھا، اس دوران میں ایک مسلمان سے مراسم پیدا ہو گئے میں اس کی مطمئن زندگی اور طریقہ عبادت کو بڑی حسرت سے دیکھتی تھی، آخر میں نے اس سے مذہبی بحث شروع کر دی۔

Marfat.com

اس کے جوابات اس قدر اطمینان بخش تھے کہ میں اسلام لے آئی، اسلام ایک نہایت سادہ، خالص، سچا اور سکون بخش مذہب ہے، یہ فرد اور جماعت سب کو دولت امن سے ہمکنار کرتا ہے، الحمدللہ کہ اب میں بھی اس دولت میں شریک ہوں۔''

مسز ماسلر امینہ:

جرمن کی یہ خاتون اپنی داستان یوں سناتی ہیں کہ:

''۱۹۲۸ء میں ایک دن میرا ایک بیٹا باہر سے گھر آیا تو اس کا پہلا جملہ یہ تھا: امی! میرے لئے عیسائیت ناقابل برداشت ہو چکی ہے، میں اسلام لانا چاہتا ہوں، تم بھی میرا ساتھ دو یہ پہلا بم تھا جو میرے عقائد کے حصار پر گرا اس کے بعد میں نے مسجد برلن کے امام سے رابطہ کیا، اور مجھے جلد یقین آ گیا کہ انسانیت کا سچا مذہب اسلام ہی ہے، چنانچہ میں نے یہ مذہب قبول کر لیا اور مجھے تثلیث، کفارہ، اقرار گناہ کے طلسم اور پوپ کی بالادستی سے نجات مل گئی۔''

ایف آر فیزوی، خدیجہ:

انگلستان کی یہ خاتون اسلام قبول کرنے کے بعد لکھتی ہیں:

''میرے احباب و اقارب مجھے بار بار کہتے ہیں کہ، محمد (نعوذ باللہ) جھوٹا تھا۔ لیکن میں یہ پوچھتی ہوں کہ جس شخص نے شرک کو مٹایا، عدل و انصاف قائم کیا، غرباء کی پرورش کا درس دیا، معاشرے میں عورت کو موزوں مقام عطا کیا، علوم کی ترقی دی انبیائے سابقہ کی تصدیق کی وسعت نظر اور مساواتِ انسانی کا سبق دیا۔ غلاموں کو آزاد کرایا، چوری قتل اور زنا کے خلاف جہاد کیا، وہ جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر یورپ اسلام لے آئے تو اس سے نیکی کے فروغ میں بہت مدد ملے گی۔''

Marfat.com

ہرین فاطمہ:

مغربی جرمنی کی یہ لڑکی اسلام لانے کے بعد اپنے شوہر کے ہمراہ پاکستان میں آئی تھی، اور آجکل یہیں ہے، کہاں؟ یہ معلوم نہیں ہوسکا، یہ ایک بیان میں کہتی ہیں:

''مجھے میرے والدین، بھائی، اقارب اور احباب بہت یاد آتے ہیں۔ اور یہ نقصان کسی طرح پورا نہیں ہوسکتا، لیکن پھر بھی میں خوش ہوں، کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے سکون قلب کی دولت مل گئی ہے جو یورپ میں کہیں موجود نہیں۔''

برجٹ منی، عائشہ:

انگلستان کی یہ لڑکی ابتداء سے مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا کرتی تھی۔ جب اس نے قرآن شریف کا مطالعہ شروع کیا اور سورۂ آل عمران تک پہنچی، تو مسلمان ہوگئی۔ اس نے اپنے ایک بیان میں کہا:

''اسلام کو جومیٹری کی ایک ایسی شکل سمجھئے جس کے تمام اضلاع ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد اخلاقی قدروں پہ ڈالی گئی ہو۔ اسلام، جسم اور روح ہر دو کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ آج یورپ صرف مادی لذتوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اگر اس نے روح کی طرف دھیان نہ دیا تو ایک ایسے اضطراب کا شکار ہوجائے گا جس کا کوئی علاج کہیں موجود نہیں ہے۔''

حق کی دریافت

بیکی ہاکمپنس ایک امریکی خاتون ہیں، وہ عیسائی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں قرآن کا مطالعہ کیا اور اتنا متاثر ہوئیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ان کا ایک مفصل خط ایک امریکی میگزین میں چھپا ہے اس کا کچھ حصہ ہم یہاں نقل کررہے ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ:

''جن سوالوں کا جواب میں اپنی پوری زندگی میں تلاش کرتی رہی ہوں، ان کا

جواب پانا میرے لئے کتنا زیادہ تسکین کا باعث ہے، اس کو لفظوں میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی اندھا ہو اور پھر اچانک وہ سچائی کو دیکھنے لگے اور ایسی روشنی کو پالے جس کو اس نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو، میں اس خوشی کو کیوں کر بیان کر سکتی ہوں جو صرف سچائی کو پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ میں نے جو چیز پائی ہے اس کو میں ساری دنیا کے سامنے گاؤں، میں چاہتی ہوں کہ ہر شخص جس کو میں نے کبھی جانا ہو وہ اس میرا حصہ دار بنے اور جو دروازہ میرے لئے کھلا ہے اس پر جشن منانے میں وہ میرا شریک ہو۔ اور سب سے بڑی اور سب سے زیادہ عجیب چیز جو مجھے دکھائی گئی وہ قرآن تھا۔

کتنا زیادہ میں اپنے قرآن سے محبت کرتی ہوں، جب بھی مجھے موقع ملتا ہے تو میں اس کو پڑھتی ہوں۔ میں اس کو اپنے سے الگ نہیں رکھ سکتی۔ حتیٰ کہ انگریزی ترجمہ میں بھی اس کے الفاظ میرے دل کو مسرت دیتے ہیں اور میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ کتنی ہی بار ایسا لمحہ آیا ہے جب کہ میں نے خدا کی کتاب کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس کے بارے میں سوچ کر میں روئی ہوں۔ اس کے بغیر میری ساری زندگی کتنی احمقانہ زندگی ہوتی، اسلام کے بغیر میری زندگی کیسی ہوتی، اس کو سوچ کر میں کانپ اٹھتی ہوں۔ اگر میں سب سے زیادہ اونچے پہاڑ پر چڑھ سکتی اور میرے آواز ہر اس آدمی تک پہنچ سکتی جو اسلام سے بے خبر ہے تو میں چلا کر ان کو وہ بتاتی جو مجھے بتایا گیا ہے۔ میرے سوالات کا جواب مجھے مل گیا، اب میں جانتی ہوں کہ سچائی کیا ہے ہر آدمی جو دنیا میں ہے وہ سچائی ملنے پر اگر اللہ کا شکر ادا کرے، اور وہ ایک سو سال تک ہر روز ایک سو بار ایسا ہی کرتا رہے تب بھی اس احسان پر شکر کا حق ادا نہیں ہوگا۔ (بیسکی ہاکمپنس)

Marfat.com

عالم اسلام ایک نظر میں

لطف الرحمٰن فاروقی

نمبر شمار	نام ملک	دارالحکومت	رقبہ (کلومیٹر میں)	آبادی (۱۹۹۶ء) میں	سرکاری زبانیں
۱	آذربائیجان	باکو	86,600	7570,000	آزری
۲	آئیوری کوسٹ	عابد جان	322,463	1476,0000	فرانسیسی
۳	اپر ولٹا	اواگاڈوگو	2,74,000	10,615,000	فرانسیسی
۴	اردن	عمان	91860	4,333,000	عربی
۵	اریٹیریا	اسمارا	93,679	3,627,000	عربی، فرانسیسی
۶	ازبکستان	تاشقند	447,400	23,500,000	ازبک
۷	افغانستان	کابل	652,225	22,264,000	پشتو، دری (فارسی)
۸	البانیہ	ترانہ	28,748	3,500,000	البانوی
۹	الجزائر	الجزائر	2,381,741	28,556,000	عربی
۱۰	انڈونیشیا	جکارتہ	1,919,443	198,189,000	انڈونیشی بھاشا
۱۱	ایران	تہران	1,648,000	60,100,000	فارسی
۱۲	بحرین	منامہ	706,6	598,000	عربی
۱۳	برونائی	بندرسری بیگاوان	5,765	300,000	مالے
۱۴	بنگلہ دیش	ڈھاکہ	148,393	125,430,000	بنگلہ
۱۵	بینن (دہومے)	پورٹونووو	112,680	5,710,000	فرانسیسی
۱۶	بوسنیا	سراجیوو	51,129	4,370,000	بوسن (سربو، کروئٹ)
۱۷	پاکستان	اسلام آباد	796,096	137,386,000	اردو، انگریزی
۱۸	تاجکستان	دوشنبہ	143,100	5945,903	تاجک

Marfat.com

ہمکیوں نظر سے اسلام میں داخل ہوئیں؟

۱۹	ترکمانستان	عاشق آباد	488.100	4 574.000	ترکمان
۲۰	ترکی	انقرہ	77.9.452	63.528.225	ترکی
۲۱	خزانیہ	دارالسلام	945.037	28 838.000	سواحلی انگریزی
۲۲	تیونس	تیونس	154.530	9 092 000	عربی
۲۳	جبوتی	جبوتی	23.200	428.000	عربی فرانسیسی
۲۴	جزائر قمر	موروئی	1862	569237	قمرونی فرانسیسی عربی
۲۵	چاڈ	نجمینہ	1,284.000	6.980.000	عربی فرانسیسی
۲۶	وسچیا	کروزئی	19.3000	904.000	چیچن، شیشانی
۲۷	سعودی عرب	ریاض	2,240,000	18,426,000	عربی
۲۸	سوڈان	خرطوم	2,505,813	32,594,000	عربی
۲۹	سیرالیون	فری ٹاؤن	73,326	4,617,000	انگریزی
۳۰	سینیگال	ڈاکر	196,190	9,090,000	فرانسیسی
۳۱	شام	دمشق	185,180	16,137,899	عربی
۳۲	صومالیہ	موغادیشو	637,657	6,802,000	صومالی عربی
۳۳	عراق	بغداد	438,317	22,220,000	عربی
۳۴	عمان	مسقط	309,500	2,251,000	عربی
۳۵	قازقستان	الماتے	2,717,3000	16,677,000	قازق
۳۶	قبرص	نکوسیا	3355	177,120	ترکی
۳۷	قرغیستان	بشکے	198,500	4,512,809	قرغیز روسی
۳۸	قطر	دوہا	11,437	590,000	عربی
۳۹	کویت	کویت شہر	17,818	2,070,000	عربی

Marfat.com

۴۰	کیمرون	یاؤنڈے	475,440	14,261,557	فرانسیسی، انگریزی
۴۱	گنی	کوناکری	245,857	7,403,375	فرانسیسی
۴۲	گنی بساؤ	بساؤ	36,125	1,178,584	پرتگیزی
۴۳	گیبون	لبرے ول	267,667	1,173,000	فرانسیسی
۴۴	گیمبیا	بنجول	10,689	1.148,000	انگریزی
۴۵	لبنان	بیروت	10,452	3,776,000	عربی
۴۶	لیبیا	طرابلس	1,759,540	5,590,000	عربی
۴۷	ماریطانیہ	نواکشوت	1,030,700	2,333,000	عربی
۴۸	مالاگاسی	تناناریو	587,041	14,062,000	فرانسیسی، مالاگاسی
۴۹	مالدیپ	مالے	298	2,66,000	دیوی
۵۰	مالی	بماکو	1,248,574	9,789,000	فرانسیسی
۵۱	متحدہ عرب امارات	ابوظہبی	83,657	2,262,309	عربی
۵۲	مراکش	رباط	458,730	28,300,000	عربی
۵۳	مصر	قاہرہ	997,739	61,404,000	عربی
۵۴	ملاوی	للونگ وے	118,484	11,000,000	چیچوا
۵۵	ملائیشیا	کوالالمپور	330,442	21,700,000	مالے
۵۶	موزمبیق	مپوتو	799,380	17,878,000	پرتگیزی
۵۷	نائجر	نیامی	1,186,408	9,465,000	فرانسیسی
۵۸	نائجیریا	ابوجا	923,773	107,115,000	انگریزی
۵۸	یمن	صنعاء	555,000	16,600,000	عربی
۶۰	یوگنڈا	کمپالہ	241,040	20,158,000	انگریزی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں

پسند فرمودہ عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تقریظ: شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ العالی

☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆

- محبت الٰہی پر لکھی جانے والی سب سے پہلی مفصل کتاب کی ایک کوشش۔
- محبت الٰہی سے متعلق اسماء الحسنیٰ مع تشریح
- محبت الٰہی سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کی محبت بھری تفسیر و تشریح
- محبت الٰہی سے متعلق احادیث مبارکہ اور اقوال و واقعات صوفیاء
- معرفت الٰہی سے متعلق قرآنی آیات، احادیث مبارکہ و اقوال صوفیاء
- قرب الٰہی سے متعلق قرآنی آیات، احادیث مبارکہ و اقوال صوفیاء

حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع

☆ پسند فرمودہ: عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

☆ تقریظ: شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی

☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆

- ولی اور ولایت کی حقیقت قرآنی آیات و احادیث مبارکہ و اقوال صوفیاء کی روشنی میں۔
- ولی سے گناہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ کیا ولی کو اپنی ولایت کا پتہ چل جاتا ہے؟
- اقسام ولایت، علامات ولایت احسان و نسبت کی حقیقت اقوال صوفیاء کی روشنی میں
- کرامت کے دلائل قرآنی آیات و احادیث مبارکہ و اقوال صوفیاء کی روشنی میں
- حقیقت کشف والہام قرآنی آیات و احادیث مبارکہ و اقوال صوفیاء کی روشنی میں

ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی

Marfat.com

علاماتِ محبت

پسند فرمودہ: عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

پسند فرمودہ: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ العالی

مؤلف: محمد ارسلان بن اختر میمن

☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆

- اللہ کی بندوں سے محبت کی ۳۰ علامات قرآنی آیات و احادیث مبارکہ و اقوالِ صوفیاء کی روشنی میں۔
- حصول محبت الٰہی کے ذرائع کا مجموعہ۔
- اللہ کے دوستوں کی صفات کا مجموعہ۔
- بندہ نے اس کتاب میں ان تینوں مضامین کو جمع کرنے کے لئے کئی سو کتابوں کا مطالعہ کر کے تقریباً ۴۰۰ کتابوں سے مواد نکال کر ان کو کتابی شکل دی ہے۔ بندہ اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اس کا اندازہ قارئین خود ہی لگا سکتے ہیں۔
- مزید یہ کہ اس کتاب میں خاص طور پر اللہ کے دوستوں کی صفات (مثلاً تقویٰ، اتباع سنت، حسن اخلاق، تواضع، خدمت خلق، سخاوت، نفسانی خواہشات سے اجتناب، صفت توبہ، دعوت و تبلیغ، صحبت اہل اللہ، ذکر الٰہی، زہد، صبر، شکر، توکل، تقدیر اور جہاد وغیرہ) سے متعلق آیاتِ قرآنی و احادیث مبارکہ و اقوالِ صوفیاء کو نہایت خوبصورت اور دلنشین اور اثر انگیز انداز میں لکھا گیا ہے۔

ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی

Marfat.com

مکتبہ ارسلان کی فہرست کتب ایک نظر میں

اسٹوڈنٹ بازار فرسٹ فلور دوکان نمبر F-9 نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی 0333-2103655

۱۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں؟

۲۔ اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر

۳۔ گناہوں کے سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت

۴۔ حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع

۵۔ نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے

۶۔ علامات محبت (اللہ کی بندوں سے محبت کی علامات)

۷۔ جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات

۸۔ اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ

۹۔ اللہ کا پیارا بننے کا طریقہ

۱۰۔ گناہوں سے بچئے اللہ کا محبوب بنئے

۱۱۔ وجوہات محبت (بندے سے اللہ کی محبت کی وجوہات)

۱۲۔ جوانی کی حفاظت کے طریقے

۱۳۔ اکابر دیوبند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۔ اللہ کے دوستوں کے حالات

۱۵۔ سینما بینی اور اس کی تباہ کاریاں

۱۶۔ پہاڑوں جتنے اعمال کے باوجود نجات نہ مل سکی۔

۱۷۔ فیشن پرستی کی تباہ کاریاں

۱۸۔ اصلاحی بیانات مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ العالی۔

Marfat.com

وجوہاتِ محبت

پسند فرمودہ: عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تقریظ: شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزی مدظلہ العالی

مؤلف: محمد ارسلان بن اختر میمن

☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆

- بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات' قرآن مجید و احادیث مبارکہ و اقوالِ صوفیاء کی روشنی میں۔
- انسانی جسم کے عجائبات قدرت پر ایک نایاب کتاب۔
- انسانی کمپیوٹر پر غور و فکر
- انسانی جسم کی قدرتی دوربین پر غور و فکر
- نیافرون کے نظام پر غور و فکر
- ناک کے نظام پر غور و فکر
- زائقہ کے نظام پر غور و فکر
- دل کے قدرتی پمپ اسٹیشن پر غور و فکر
- پتے کے عجائبات پر غور و فکر
- ہڈیوں کے نظام پر غور و فکر
- ہمارے جسم کی معدنی قیمت
- انسانی جسم کے حیران کن حقائق ایک نظر میں
- خون بنانے اور صاف کرنے کے نظام پر غور و فکر
- بدن کی قوتوں کو کنٹرول کرنے والے ہیڈ آفس پر غور و فکر
- ہاتھ اور پاؤں کے قدرتی نظام پر غور و فکر
- انسانی جسم پر اللہ کے ۹ عجیب و غریب انعامات پر غور و فکر

ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی

Marfat.com

چند اہم باتیں قارئین کے فائدے کیلئے

☆ جن احباب کے دل میں اس کتاب کو پڑھ کر محبت الٰہی کی شمع روشن ہو چکی ہو اور وہ سالکین اس شمع کو مزید روشن کرنا چاہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب " ولایت اور حصول محبت الٰہی کے ذرائع " کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اللہ سے محبت کرنے کی وجوہات جاننا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اس بات کو جاننا چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کن بندوں سے محبت کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب " اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت کی علامات" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اللہ کے دوست بننا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ احقر کی کتاب "اللہ کے دوستوں کی صفات" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اس بات کو جاننا چاہیں کہ اللہ کے محبوب بندے اللہ سے کتنی محبت کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر" ملاحظہ فرمائیں۔

☆ جو احباب اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب "گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب گناہوں سے بچنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب " گناہوں سے بچئے اور اللہ کے محبوب بنئے" کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب معرفت الٰہی کے مشتاق ہیں انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب

Marfat.com

" مخلوقات خداوندی پر غور و فکر " کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب ہر وقت پریشان رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی پریشانی دور ہو جائے انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب " سکون قلب حاصل کرنیکے طریقے " کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ جو احباب نماز میں اللہ اکبر کہنے سے لے کر سلام پھیرنے تک اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اور نماز میں اللہ کے دھیان کے مشتاق ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ بندے کی کتاب " نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنیکے طریقے " کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ : یہ فوائد اسی وقت حاصل ہوں گے جب ان کتابوں کو عمل کرنے کی نیت سے پڑھا جائے گا۔

Marfat.com

ہم کیوں کافر سے مسلمان ہوئے

محمد نور الدین مرزا

Marfat.com